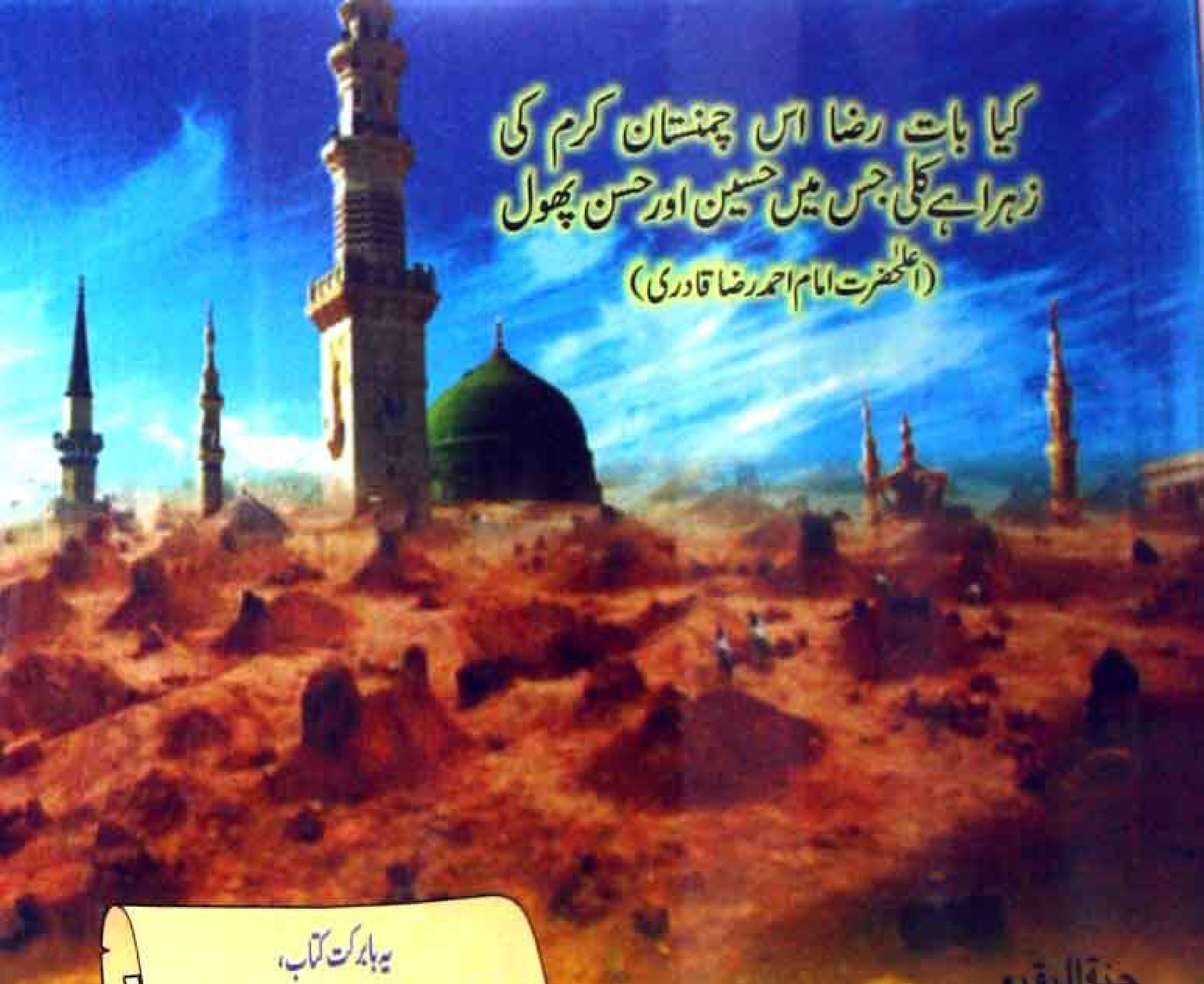
کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

(اعلیٰحضرت امام احمد رضا قادری)



جنۃ البقیع

یہ بابرکت کتاب،
حضرت علامہ پیر سید اجمل علی گیلانی شاہ صاحب علیہ الرحمہ
(متوفی بروز منگل بعد نماز مغرب ۱۲ رجب المرجب ۱۴۳۲ھ مطابق ۱۴ جون ۲۰۱۱ء)
"جن کی مبارک پیشانی پر نور برستا تھا۔
جن کی مسکراہٹ وصال مبارک کے
بعد بھی بارونق چہرے پر رہی۔
جن کی نماز جنازہ پر رشک آتا ہے۔
جن کے دنیا سے پردہ فرمانے پر ہزاروں
آنکھیں اشک بار ہوئیں"
کو ایصال ثواب کی گئی۔

احکامُ السّادات

محمد افضل قادری

ناشر: دار مدینۃ الرضا

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول
(اعلیٰحضرت امام احمد رضا قادری)

احکام السادات

محمد افضل قادری

ناشر: دار مدینۃ الرضا

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

تصنیف مبارک ✵ احکامُ السادات

پسند فرمودہ ✵ سید عبدالوہاب شاہ جیلانی باپو

از قلم ✵ محمد افضل قادری

ناشر ✵ دار مدینۃ الرضا

سن اشاعت ✵ ۳۰ جون ۲۰۱۱ء

بموقع ✵ ختم چہلم شریف پیر سید اجمل علی گیلانی شاہ صاحب
کوٹلی میانی شریف

صفحات ✵ ۱۰۱

تعداد بار اوّل ✵ ۱۰۰۰ تقریباً

رابطہ نمبر ✵ محمد فرحان قادری (کراچی) 0300-8297071
علامہ سید غلام محمد گیلانی (انگلینڈ) 00 44 7578666286
قاری محمد افضل ماجد صاحب (کوٹلی میانی شریف) 0300-6117453

سیدوں کے احکام

امام احمد رضا قادری، علامہ یوسف نبہانی

اور

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہم الرضوان

کی تعلیمات کی روشنی میں......!

حسبِ ارشاد: ابوعبداللہ علامہ محمد ذوالقرنین قادری امجدی

ازقلم: ابوالبرکات محمد افضل قادری رضوی امجدی قصوری

سعادتِ اہتمام کمپوزنگ: علامہ حکیم محمد کاشف قادری رضوی مجیدی

سعادتِ اہتمام طبع: علامہ سید غلام دستگیر گیلانی رضوی (مقیم حال انگلینڈ)

کمپوزنگ: محمد عمیر قادری عطاری 0312-2109468

فہرست

فہرست

marfat.com

فہرست

کلمات برکت

از: علامہ محمد ذوالقرنین قادری امجدی عاشقِ غوث الثقلین

اَلحمدُ للہِ رَبِّ العٰلمِیْنَ وَالصلوٰۃُ وَالسَّلامُ علیٰ سَیِّدِ المُرسَلِیْنَ

اَمَابَعْدُ فَاَعُوذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیْم ط

اللھم صلی علیٰ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد واصحاب سیدنا محمد وبارک وسلم

امابعد!

"حجۃ اللہ علی العالمین" میں ہے17 رمضوم ،وزیر،علی بن عیسیٰ ہر سال کسی علوی سیدزادے کو5000ہزار درہم بطورِ ہدیہ دیتے تھے،ایک سال ایسا ہوا کہ انہوں نے اُس سیدزادے کو نشے میں دُھت زمین پر پڑے دیکھا، نشے میں دیکھ کر ارادہ کیا کہ آئندہ اس کو کچھ نہیں دوں گا، کیوں کہ یہ تو اِن پیسوں کو شراب وکباب میں خرچ کرتا ہے۔

چنانچہ اگلے سال جب وہ سیدزادہ وزیر علی بن عیسیٰ کے پاس اپنا ہدیہ لینے آیا تو وزیر نے اس سیدزادے کو سختی سے منع کیا کہ آئندہ میرے پاس مت آنا کیونکہ تم ان پیسوں کو حرام کاموں میں خرچ کرتے ہو، یہ سُن کر وہ سیدزادہ تشریف لے گیا۔

رات کو وزیر علی بن عیسیٰ نے خواب دیکھا اور خواب میں ان کو نبیوں کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی ،مگر ہائے افسوس جب وزیر نے سرکار

صَلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وَسلم کی بارگاہ میں سلام عرض کیا تو آقائے دوعالم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وَسلم نے وزیر سے اپنا رُخِ انور پھیرلیا، وزیر سخت بے چین و پریشان ہوا، کہ سرکار صَلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وَسلم مجھ سے اپنا رُخِ انور پھیر رہے ہیں۔

چنانچہ دوسری جانب سے پھر سرکار صَلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وَسلم کی بارگاہ میں آکر عرض گزار ہوا۔ یارسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وَسلم آپ مجھ سے اپنا رُخِ زیبا کیوں پھیر رہے ہیں، مجھ سے کیا خطا ہوئی ہے؟

نبیوں کے تاجدار صَلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وَسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''تم اس سیدزادے کو اس کے کسی ذاتی کمال کی وجہ سے نذرانہ دیتے تھے یا میری نسب کی وجہ سے؟''

اللہ اکبر! مطلب کیا، مطلب صاف ظاہر ہے کہ اگر تم اس کو سید سمجھ کر خدمت کرتے تھے تو اب بھی وہ سید ہی ہے، گناہوں کی وجہ سے اس کا نسب مجھ سے منقطع نہیں ہوا، وہ میرے آل ہی میں داخل ہے، جب وہ میری اولاد ہے تو تم نے اس کا نذرانہ کیوں بند کیا۔؟

عاشقِ آلِ رسول اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ خوب فرماتے ہیں۔

''سید اگر بدمذہب بھی ہوجائے تب بھی اس کی تعظیم نہیں جاتی جب تک اس کی بدمذہبی حدِ کفر تک نہ پہنچے''

اور شعب الایمان میں حدیث شریف ہے۔

''جو میری اولاد اور انصار اور عرب کا حق نہ پہچانے وہ تین علتوں سے خالی نہیں۔ یا تو منافق ہے یا ولد الزنا (حرامی) یا حیضی (یعنی حیض کی حالت میں اس کا نطفہ قرار پایا)

فاضل جلیل عالم نبیل محبی ومحبوبی علامہ **محمد افضل ضیائی** قادری مصطفائی زید مجدہ الکریم (اس کتاب کو لکھنے کی نسبت سے میں نے حضرت کو مصطفائی لکھا ہے) کی خدمت میں، میں نے عرض کیا تھا کہ وہ شہزادوں کے متعلق مختلف گلستانوں سے گلوں کو اکٹھا کر کے ایک گلدستہ سجائیں۔ جس میں آلِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عظمتوں کی خوشبو بکھرتی ہوئی محسوس ہو، جس سے ہم سیاہ کار اسے سونگھ کر اپنے دلوں کو معطر معنبر مطہر منور کریں اور وہ احباب جن کو نسبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بہاروں کا اندازہ نہیں صرف عمل اور تقویٰ ہی ان کے نزدیک باعثِ کمال ہے، نسب کی کوئی اہمیت نہیں وہ لوگ اس بات کو خوب سمجھیں کہ عمل اور تقویٰ واقعی باعثِ کمال ہے مگر وہ ہم اور آپ کے لیے باعثِ کمال ہے، اولادِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تو نسبتِ رسول اور اپنی رگوں میں خون رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہونے کی وجہ سے پہلے ہی کمال پر ہیں، اب عمل اور تقویٰ ان کے کمال کو چار چاند لگاتا ہے نا کہ ان کو کمال پر فائز کرتا ہے کہ وہ پہلے ہی اس پر فائز ہیں۔

یہی وہ نکتہ ہے جس کے لیے میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا اور انہوں نے میری خواہش کو قبول فرمایا اور ہمارے شہزادوں یعنی آلِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

کی عظمت پر مختصر مگر مدلل کتاب تصنیف فرمائی جس کے پڑھنے سے ان شاء اللّٰہ عزوجل قاری کے دل میں آل رسول کی تعظیم ومحبت موجزن ہوگی۔ جزاہ اللّٰہ خیراً فی الدارین
بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں التجا ہے کہ آقا کریم صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی آل کے حق میں حضرت کے اس نذرانے کو قبول فرمائیں، اوراللہ پاک حضرت کو اس کی برکتیں عطا فرمائے اور مجھ حقیر کوآل رسول صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سچی پکی محبت اور غلامی نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم
آخر میں مخدوم امم سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ کے انہی الفاظ پر اپنی اس تحریر کو ختم کرتا ہوں، جوانہوں نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''کشف المحجوب'' شریف میں فضائل اہل بیت کے مضمون کو ختم فرمانے کے بعد تحریر فرمائی آپ فرماتے ہیں کہ:

''تمام اہل بیت کی خوبیاں اتنی زیادہ ہیں کہ
انہیں الگ الگ بیان کرنا اس کتاب میں ممکن نہیں، طریقت
کے جاننے والوں اوراس کے منکروں میں اگر ذرا سی بھی سوجھ بوجھ
ہوتوان کے لیے اہل بیت کا اتنا تذکرہ بھی کافی ہے۔''

محمد ذوالقرنین قادری

﴿.....۳۰ ربیع الغوث ۱۴۳۲ھ.....﴾

☆☆☆

☆☆......شرفِ انتساب و نذرانہ عقیدت......☆☆

راقم اپنی اس مختصری تحریر کو سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان اور آپ کے اہل بیت اطہار، قیامت تک آنے والے علماء ربانیین کی بارگاہوں سے انتساب کرنے کا شرف حاصل کرتا ہے۔اور بالخصوص سرکارِ غوث اعظم قطب ربانی محبوبِ سبحانی الشیخ عبدالقادر جیلانی، مرکز تجلیات منبع فیوض و برکات حضور سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری خواجہ خواجگان سیدنا خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، حضور سیدنا بابا فریدالدین گنجِ شکر، حضور سیدنا سید بابا بلھے شاہ قادری قصوری، سیدنا اعلحضرت امام احمد رضا قادری، برکاتی، علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی مفتی احمد یارخان نعیمی علیہم الرضوان کی بارگاہوں میں

بطورِ نذرانہ پیش کرتا ہے۔

محمد افضل قادری رضوی قصوری،

۱۵ ربیع الغوث۱۴۳۲ھ

21-03-2011

پیش لفظ اور وجہ تحریر

(۱) شفاء شریف میں ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم وتوقیر میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کی آل واولاد اور ازواج پاک امہات المؤمنین کی تعظیم وتوقیر کی جائے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی ترغیب وتلقین فرمائی ہے، اور اسی پر سلف صالحین کا عمل ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ (پ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ۳۳)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے دور کر دے پلیدی کو اے نبی کے گھر والو!

نیز فرماتا ہے ''وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھٰتُھُمْ'' (پ۲۱ سورہ الاحزاب آیت ۶)

اور نبی کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔

(۲) حضرت زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تم کو اپنے اھل بیت کے بارے میں اللہ کی قسم دیتا ہوں۔ یہ تین مرتبہ فرمایا (یعنی اھل بیت کی تعظیم وتوقیر کرو) (شفاء شریف جزء ثانی ص۳۰ علیہ بیروت)

(۳) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''آل نبی کی معرفت دوزخ سے نجات اور آل نبی سے محبت صراط پر گزرنے میں آسانی اور آل نبی کی ولایت کا اقرار عذاب الٰہی سے حفاظت ہے'' (ایضاً ص۳۱)

(۴) بعض علماء فرماتے ہیں کہ آل نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی منزلت کی معرفت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی معرفت وعزت کی وجہ سے ہے، چنانچہ جس

نے آلِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عزت پہچان لی بلاشبہ اس نے ان کی اس عزت و حقوق کی معرفت پالی جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے ہے۔ (ایضا)

(۵) حضرتِ عمر بن ابی سلمہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

" إِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ "

یہ آیت حضرتِ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں اتری تھی تو اس وقت حضور نے حضرتِ فاطمہ حضرت حسن اور حضرتِ حسین کو بلایا اور ایک چادر میں ان کو ڈھانپ لیا اور حضرتِ علی رضی اللہ عنہ حضور کے پس پشت تھے، پھر حضور نے یہ دعا کی اے خدا یہ میری اہلِ بیت ہے ان سے رجس (پلیدی) کو دور فرما کر "طیب وطاہر بنادے"

(شفاء شریف جزء ثانی ص۳۱ ترمذی مناقب اہل بیت)

(۶) حضرتِ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب آیت مباہلہ اتری تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرتِ علی، حسن، حسین اور فاطمہ کو بلایا اور کہا کہ اے خدا یہ لوگ میرے اہل بیت ہیں۔

" اللھم ھوء لاء اھلی " (شفاء شریف جز ثانی ص۳۱ علمیہ بیروت، مسلم شریف۔ باب من فضائل علی ۲/ ۲۷۸ قدیمی کتب خانہ کراچی،)

(۷) ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرتِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اے چچا! کل صبح اپنے بچوں کے ساتھ میرے پاس آنا چنانچہ وہ سب آئے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سب کو اپنی چادر مبارک میں ڈھانپ لیا اور فرمایا یہ

میرے چچا ہیں جو بمنزلہ باپ ہیں اور یہ میری اہل ہے اور خدا ان کو آگ سے اس طرح چھپائے رکھ جس طرح میں نے ان کو اپنی چادر میں چھپالیا ہے اس پر گھر کے در و دیوار نے آمین آمین کہا۔ (شفاء شریف جزء ثانی ص ۴۱ علمیہ بیروت)

(۸) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرتِ اسامہ بن زید، اور حضرتِ حسن رضی اللہ عنہما کے ہاتھ پکڑتے اور دعا مانگتے اے خدا میں ان دونوں کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی انہیں محبوب رکھ" (ایضا)

(۹) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور کی محبت وتکریم آپ کی اھل بیت میں کرو۔

(۱۰) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے قریش کی بے عزتی کی اللہ تعالیٰ اس کی بے عزتی کرے۔

(۱۱) اور فرمایا قریش کو آگے بڑھاؤ تم ان سے آگے نہ بڑھو۔

(۱۲) ام المومنین حضرتِ ام سلمہ سے فرمایا: "لا تؤذینی فی عائشہ" مجھے عائشہ کے بارے میں تکلیف نہ دو۔

(۱۳) حضرتِ عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے حضرتِ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس حال میں دیکھا کہ آپ کے کندھوں پر حضرتِ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوار ہیں اور آپ فرمارہے ہیں کہ میرے ماں باپ قربان یہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہ ہیں اپنے والد حضرتِ علی رضی اللہ عنہ سے مشابہ نہیں ہیں اس پر

حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسکرا رہے تھے۔ (شفا شریف جزو ثانی ص ۳۲ علمیہ بیروت)

(۱۴) صحابی رسول حضرتِ اسامہ بن زید کی چھوٹی صاحبزادی حضرتِ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں اپنے غلام کا ہاتھ پکڑے پہنچیں تو حضرت عمر بن عبدالعزیز اس صاحبزادی کے لیے کھڑے ہو گئے اور دوڑ کر ان کا خیر مقدم کرتے ہوئے اس بچی (صاحبزادی) کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں کپڑا لپیٹ کر تھام لیا اور ان کو ساتھ لے کر اپنی مجلس میں لے آئے اور خود ان کے سامنے بیٹھ گئے اور جو بھی ضرورت تھی اسے پورا فرمادیا۔ (شفا شریف ص ۳۲ علمیہ بیروت جزو ثانی)

(۱۵) حضرتِ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا جو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی باندی تھیں زیارت کرتے اور فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انہیں زیارت سے نوازتے تھے۔ (ایضاً ص ۳۲)

(۱۶) اسی طرح جب حضرتِ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتیں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کے لیے اپنی چادر بچھاتے اور ان کی ضرورت کو پورا فرماتے جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہو گیا اور وہ حضرتِ ابوبکر و حضرتِ عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آتیں تو وہ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ (شفا شریف جزء ثانی ص ۳۳ علمیہ بیروت)

غرض یہ کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والوں کے بے شمار فضائل و مناقب ہیں دنیا و آخرت میں وہ ایسی عظمتوں و رفعتوں کے حامل ہیں کہ جن کو راقم کا ناقص

قلم احاطہ شمار میں نہیں لاسکتا خانہ زادکھنہ نے اس مختصر تحریر میں گھرانہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی محبت کا اظہار کرنے کی کوشش کی ہے ارادہ یہ تھا کہ اس عنوان پر ایک ضخیم کتاب لکھوں لیکن میرے محترم ومکرم بھائی حضرتِ علامہ عاشق غوث اعظم محمد ذوالقرنین قادری مدظلہ العالی جوکہ بغداد معلیٰ کی حضوری میں ہیں نے مشورہ دیا عنایت فرمایا کہ ایک مختصر رسالہ لکھیں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ مستفید ہوسکیں کیونکہ طویل کتب کو عوام بھائی پڑھنے سے کتراتے ہیں بہذا حسب ارشاد احباب اہلسنت کے پیش خدمت ہے چونکہ دیکھنے میں یہ آتا ہے کہ بہت سے احباب سادات حضرات کے مقام ومرتبہ سے ناآشنا ہیں، جس کی وجہ سے نہ جانے کیا کیا کہ ڈالتے ہیں مجھے بڑے افسوس کے ساتھ یہ بات بھی پڑھ رہی ہے کہ ایک صاحب جوکہ صوم وصلاۃ کے پابند ہیں راقم سے محض اس لیے نالاں ہیں کہ آپ کے ایک سید صاحب سے تعلقات کیوں ہیں حالانکہ وہ سید صاحب بھی سنی رضوی بریلوی ہیں مُرکینہ کا کیا علاج کیا جائے؟ سوائے اس کے کہ مالک حقیقی کی بارگاہ صمدیت میں ایسے لوگوں کیلئے توفیق خیر کی دعا کی جائے۔

ان شاء اللہ العزیز راقم کی یہ تحریر ایسے سمجھداروں کے لیے ہدایت کا سامان ہوگی اس کے ساتھ ساتھ سادات وعلماء کی عظمت کو بھی بیان کرے گی، نیز سادات کرام کا کیا مرتبہ ومقام ہے اوران حضرات پر کیا ذمہ داریاں ہیں، ان کے نانا کی امت کے علماء نے ان کے کیا کیا احکامات بیان فرمائے ہیں وغیرہ کو سمجھنے وسوچنے کی طرف داعی ہوگی، خاص طور پر امام احمد رضا قادری امام یوسف نبہانی اور مفتی احمد یار خان نعیمی علیہم الرضوان کے ہاں

سادات حضرات کا کتنا مرتبہ ومقام ہے، اس کا اندازہ لگانے کے لیے معین ومددگار ہوگی اللہ جل شانہ اپنے محبوب کے صدقے میری اس ناقص سی تحریر کو درجہ قبولیت عطا فرمائے اور مجھے بمع متعلقین حرمین طیبین کی بار بار زیارت سے شرف یابی عطا فرمائے۔

راقم کی یہ تحریر قریباً دس دنوں میں پوری ہوگئی اس دوران جب سید غلام دستگیر گیلانی سابق امام وخطیب اسمٰعیل گیگا مسجد کراچی حال مقیم انگلینڈ کو اس کا ذکر کیا گیا تو سید صاحب نے چھپوانے کی بھی حامی بھرلی، اللہ جل شانہ سید صاحب کو اس پر جزائے خیر عطا فرمائے اس کے علاوہ جو احباب بھی کسی طرح بھی معاونت فرمائیں ان کو بھی جزائے خیر عطا ہو جائے، سعادت اہتمام کمپوزنگ حکیم محمد کاشف قادری رضوی نے حاصل فرمائی۔اللہ جل شانہ اپنے محبوب کے صدقے صدا خوش رکھے۔

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

۱۴ ربیع الغوث ۱۴۳۲ھ / 20-03-2011ء

محمد افضل قادری

☆☆

سیدوں کا نسب
دوسرے نسبوں سے اعلیٰ ہے

حکیم الامت مفتی احمد خان نعیمی علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا کہ "زید کہتا ہے کہ اسلام میں سارے نسب وخاندان برابر ہیں کوئی کسی سے افضل نہیں، لہذا سید، پٹھان، تیلی، نائی، دھوبی سب یکساں درجہ رکھتے ہیں، تقویٰ سے فضیلت ہے نسب سے نہیں، یہ بھی کہتا ہے کہ کسی کے پرہیز گار باپ دادا کام نہ آئیں گے صرف اپنے اعمال کام آئیں گے، زید یہ آیت پیش کرتا ہے۔

جعلنکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرم کم عنداللہ اتقاکم،

نیز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے فاطمہ میں تم سے عذاب الٰہی دفع نہیں کرسکتا، عمر کہتا ہے کہ نہیں بلکہ سید تمام خاندانوں سے افضل ہیں اور بزرگوں کی اولاد کو ان کے باپ دادا کی نیکی ضرور کام آئے گی، فرمایا جاوے کہ کس کا قول درست ہے؟ اس کے جواب میں حکیم الامت نے فرمایا کہ "ان دونوں مسئلوں میں عمر کا قول صحیح ہے اور زید کا قول غلط و باطل ہے، حضراتِ سادات کرام کا نسب دوسرے نسبوں سے اعلیٰ و افضل ہے اور مومنوں کے صالح بزرگوں کے نیک اعمال ان شاء اللہ عزوجل اولاد کے ضرور کام آئیں گے یہ دونوں مسئلے قرآن کریم کی آیات، احادیث صحیحہ اور عقلی دلائل وغیرہ سے ثابت ہیں۔ (الکلام المقبول فی طہارۃ نسب الرسول ص ۲، طبع لاہور)

اس کے بعد اپنے جواب کو مبرھن فرمانے کے لیے گیارہ آیات کریمہ نو(۹)

احادیثِ مبارکہ اور پانچ عقلی دلیلیں پیش فرمائیں۔

آیت نمبر ۱: اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ بایمان وَمَا اَلَتْنَاهُم مِّنْ عَمَلِهِم مِّن شَىْءٍ

(پ ۲۷س الطور آیت ۲۱)

ترجمہ: ہم جنت میں مومنوں کی اولاد کو ان کے ساتھ ملادیں گے اور ان کے اعمال سے کچھ کم نہ کریں گے۔

اس کے تحت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "لہٰذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مومن اولاد ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت میں حضور کے ساتھ رہے گی، اس سے سادات کرام کے نسب کی عظمت بھی ثابت ہوئی اور بزرگوں کے اعمال کا کام آنا بھی معلوم ہوا۔

آیت نمبر ۲: قُل لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى

ترجمہ: "فرمادو اے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کہ میں تبلیغ نبوت پر کچھ معاوضہ طلب نہیں کرتا صرف قرابت کی محبت چاہتا ہوں۔ (پ ۲۵، سورۃ الشوریٰ آیت ۲۳)

حکیم الامت فرماتے ہیں کہ اس آیت کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ میرے حق کی وجہ سے میرے عزیزوں اہل قرابت سے محبت کرو، معلوم ہوا کہ سادات کرام جو حضور کے اہل قرابت اور اولاد ہیں ان سے حضور کی خاطر محبت کرنا لازم ہے، دیگر خاندانوں کا یہ حال نہیں۔

آیت نمبر ۳: وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَىْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ (پ ۱۰، سورۃ الانفال آیت ۴۱)

marfat.com

ترجمہ:" جان رکھو کہ جو کچھ غنیمت تم حاصل کرو اس کا پانچواں حصہ اللہ، رسول اور رسول کے اہلِ قرابت اور یتیموں اور مسکینوں کے لیے ہے۔"

حکیم الامت فرماتے ہیں: معلوم ہوا کہ زمانہ شریف میں مالِ غنیمت کے خمس (پانچویں حصہ میں) سے حضور کے اہلِ قرابت کا علیحدہ اور مستقل حصہ تھا، بلکہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک اب بھی سیدوں کو اس خمس سے حصہ ملے گا، دوسرے خاندانوں کو یہ عزت حاصل نہیں۔"

آیت نمبر۴: وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحاً فَأَرَادَ رَبُّكَ أَنْ يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا (پ۱۶، سورۃ الکہف آیت ۸۲)

ترجمہ:" حضرتِ خضر نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ اس دیوار کے نیچے دو بچوں کا خزانہ ہے ان دونوں کا باپ نیک مرد تھا اس لیے رب نے چاہا کہ یہ بچے بالغ ہوں اور اپنا خزانہ نکال لیں۔"

حکیم الامت فرماتے ہیں: اس آیت سے معلوم ہوا کہ دو یتیموں پر رب نے اس لیے رحم فرمایا کہ ان کا باپ متقی مرد تھا، پتہ لگا کہ نیکوں کی نیکیاں اولاد کے کام آتی ہیں، لہٰذا حضور کی نیکیاں سادات کرام کو ضرور کام آئیں گی۔

آیت نمبر۵: وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ (پ۲۷ سورۃ الحدید آیت ۲۶)

ترجمہ" ہم نے حضرتِ ابراہیم کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی۔"

حکیم الامت فرماتے ہیں، یعنی ابراہیم علیہ السلام کے بعد سارے نبی آپ ہی کی

اولاد میں ہوئے اور ساری کتابیں اور یہ صحیفے آپ کی اولاد پر آئے، اولاد ابراہیم کو یہ عظمت اسی وجہ سے حاصل ہوئی کہ وہ ابراہیمی ہیں، لہذا آپ کا نسب اشرف ہے۔"

آیت نمبر ۶: یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ وَاَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ (پ۱، سورہ بقرہ آیت ۴۷)

ترجمہ: "اے یعقوب علیہ السلام کی اولاد میری وہ نعمت یاد کرو جو میں نے تم پر کی اور میں نے تم کو اس زمانے میں تمام جہانوں پر بزرگی دی۔"

حکیم الامت فرماتے ہیں "معلوم ہوا کہ یعقوب علیہ السلام کا نسب ایسا اعلیٰ ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کی اولاد کو تمام خاندانوں سے اونچا کیا تھا۔ لہذا یقیناً حضور علیہ السلام کے خاندان والے سادات کرام آج تمام جہانوں سے اعلیٰ خاندانی ہیں۔"

آیت نمبر ۷: اذْكُرُوْا اٰلَآءَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْكُمْ اَنْۢبِیَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا (پ۶، س المائدہ آیت ۲۰)

ترجمہ: "اے یعقوب علیہ السلام کی اولاد میری نعمتوں کو یاد کرو جو تم پر ہیں کیونکہ تم میں نبی بنائے اور تم کو بادشاہ بنایا۔

حکیم الامت فرماتے ہیں: "معلوم ہوا کہ کسی قوم میں انبیاء کا آنا خدا کی خاص نعمت ہے جس سے دوسری قومیں محروم ہیں، لہذا سادات کرام میں حضور کا تشریف لانا رب تعالیٰ کی خاص رحمت ہے جو اوروں کو حاصل نہیں۔"

آیت نمبر ۸: یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ

(پ۲۲ سورہ الاحزاب، آیت ۳۲)

"اے نبی کی بیویو! اگر تم پرہیزگاری اختیار کرو تو تم دوسری کسی عورت کی طرح نہیں ہو۔"

اس کے تحت حکیم الامت فرماتے ہیں" پتہ لگا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی متقی پرہیزگار بیویاں تمام جہان کی پرہیزگار بیویوں سے افضل ہیں کیونکہ وہ حضور کی بیویاں ہیں۔

لہذا سادات کرام جو متقی پرہیزگار ہیں وہ دیگر پرہیزگاروں سے اعلیٰ ہیں کیونکہ وہ حضور کے نسب والے ہیں۔"

آیت نمبر۹: إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (پ۲۲، آیت ۳۳ سورہ الاحزاب)

اے نبی کے گھر والو! اللہ چاہتا ہے کہ تم سے پلیدی دور کر رکھے، اور تم کو خوب پاک و صاف رکھے' اس کے تحت حکیم الامت فرماتے ہیں، معلوم ہوا کہ اہلِ بیت خواہ ازواج مطہرات ہوں یا اولاد اطہار ہوں سب کو رب نے پاک فرمادیا کیوں اس لیے کہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قبیلے والے ہیں۔

یہ خصوصی طہارت دوسروں کو میسر نہیں ورنہ پھر سادات کی خصوصیت کیا ہوگی۔"

آیت نمبر۱۰: وَمِن ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ (پ۱، سورہ البقرہ آیت ۱۲۸)

حضرتِ ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی مولیٰ ہماری اولاد میں ایک جماعت اپنی مطیع و فرمانبردار رکھ، اس کے تحت حکیم الامت فرماتے ہیں کہ اس دعا سے معلوم ہوا کہ سارے سید کبھی گمراہ نہیں ہوسکتے دوسری اسلامی قومیں تو ساری گمراہ ہوسکتی ہیں، پتہ لگا کہ حضرت

ابراہیم علیہ السلام کا نسب و خاندان اعلیٰ و افضل ہے کہ انہیں یہ دعائے ابراہیمی حاصل ہے۔"

آیت نمبر ۱۱: لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ○ وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ○ وَ وَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ ○ (پ ۳۰ سورہ البلد 1.2.3)

مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب اس شہر میں تم ہو اور تم باپ کی قسم اور اس کی اولاد کی قسم۔

اس کے تحت حکیم الامت فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ کی تفسیر یہ بھی ہے کہ والد سے مراد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور اولاد سے مراد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد پاک ہے، معلوم ہوا کہ حضور کا شہر تمام شہروں سے افضل اور حضور کی اولاد پاک تمام خاندانوں سے اعلیٰ ہے کہ رب تعالیٰ نے ان کی قسم ارشاد فرمائی اور ہوسکتا ہے کہ والد سے مراد حضرت عبداللہ و آمنہ خاتون ہوں رضی اللہ عنہما اور "ولد" سے مراد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

گیارہ آیات طیبات پوری ہوئیں، حکیم الامت فرماتے ہیں کہ "اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث بے شمار ہیں کہیں فرمایا کہ حسن و حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں، کہیں فرمایا کہ فاطمہ جنتی بیبیوں کی سردار ہیں وغیرہ چند احادیث برکت کے لیے پیش کی جاتی ہیں۔

حدیث نمبر ۱: مسلم شریف، ترمذی شریف، مشکوۃ شریف، باب فضائل سید المرسلین میں ہے، ان اللہ اصطفی کنانۃ من ولد اسماعیل و اصطفی قریشا من کنانۃ واصطفی من قریش بنی ھاشم واصطفانی من بنی ھاشم (مشکوۃ کتاب الفضائل

فضل اول رقم ۵۷۴۰، مسلم ۲/۸۲/۷ ارقم ۱-۲۲۷۶ ترمذی رقم الحدیث ۳۶۰۵، ۲/۲۲۰ علمیہ بیروت)

"یعنی اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو چنا اور بنی کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو چن لیا اور بنی ہاشم میں سے مجھے برگزیدہ فرمایا۔

معلوم ہوا کہ یہ مذکورہ بالا قبیلے تمام دوسرے خاندانوں سے افضل و برگزیدہ ہیں۔

حدیث نمبر ۲۔ انا تارک فیکم الثقلین اولهما كتاب الله فيه الهدیٰ والنور فخذوا بكتاب الله واستمسكوا به وحث على كتاب الله ورغب فيه واهل بيتي اذكركم الله في اهل بيتي اذكركم الله في اهل بيتي"

(مسلم حدیث رقم ۳۶۔۲۴۰۸ مشکوۃ مناقب اہل بیت فصل اوّل رقم ۶۱۴۰)

میں تم میں دو نفیس و اعلیٰ چیزیں چھوڑتا ہوں، ایک تو اللہ کی کتاب جس میں ہدایت اور نور ہے، لہذا اللہ کی کتاب کو لو اور اسے مضبوطی سے پکڑو کتاب اللہ پر لوگوں کو رغبت دی، دوسرے میرے اہل بیت میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ سے ڈراتا ہوں۔

اس حدیث کے تحت حکیم الامت فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان شریف اور آل اطہار کی عظمت قرآن کریم کی طرح ہے جیسا کہ ایمان کے لیے قرآن کا ماننا ضروری ہے ایسے ہی حضور کے اہل بیت کا ماننا ضروری ہے، دوسرے خاندانوں کو یہ شرف کہاں نصیب۔ (الکلام المقبول ص ۷)

حدیث نمبر ۳: ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔

"احبونی بحب الله واحبوا اهل بيتي بحبی" (ترمذی مناقب اہل بیت

رقم حدیث ۳۷۸۹، ۴/۵۰۳ علمیہ بیروت)

اللہ کی محبت کی وجہ سے مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہل بیت سے محبت کرو۔

حدیث نمبر۴: حدیث ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا۔ **الا ان مثل اهل بیتی فیکم مثل سفینه نوح من رکبها نجا و من تخلف عنها هلک** (مشکوۃ، مناقب اہل بیت فصل ثالث رقم الحدیث ۶۱۸۳ ج ۲ ص ۴۴۳ علمیہ بیروت، قد اخرجہ الحاکم فی المستدرک ۳/۱۵۱)

حدیث نمبر۵: ترمذی نے حضرت زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کی "**انی تارک فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلوا بعدی احدهما اعظم من الاخر کتاب الله حبل ممدود من السماء والارض و عترتی اهل بیتی ولم یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیهما**"

(مشکوۃ مناقب اہل بیت فصل ثانی رقم الحدیث ۶۱۵۳ ج ۲ ص ۴۳۸ علمیہ بیروت، ترمذی فی السنن رقم الحدیث ۳۷۸۸ مناقب اہل بیت ۴/۵۰۳ علمیہ بیروت)

میں تم میں دو چیز چھوڑتا ہوں کہ جب تک اسے پکڑے رہو گے تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے، ان میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے اللہ کی کتاب ہے جو اللہ کی دراز رسی ہے، دوسرے میری اولاد گھر والے یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض پر میرے پاس آئیں گے لہذا تم دیکھو کہ تم ان دونوں میں میری کیسی نیابت کرتے ہیں۔

حدیث نمبر۶: مسلم شریف عبدالمطلب ابن ربیعہ سے روایت کی: "ان ھــــذہ

الصدقات انما ھی اوساخ الناس وانما لا تحل لمحمد ولا لال محمد"

(مشکوۃ شریف رقم الحدیث ۱۸۹۲۳ باب من لاتحل لہ الصدقات فصل اول مسلم شریف رقم الحدیث ۱۶۷-۱۰۷۲ علمیہ بیروت باب ترک استعمال آل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم علی الصدقۃ ص ۳۸۷) یہ صدقے لوگوں کے میل ہیں یہ صدقے نہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حلال ہیں نہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کے لیے۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، یہ تمام برکتیں سید حضرات کو صرف اس لیے حاصل ہیں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نسل شریف سے ہیں غیر سید خواہ کتنا ہی پرہیزگار ہو، اسے یہ خوبیاں حاصل نہیں ہوسکتیں، معلوم ہوا کہ خاندان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اشرف ہے۔" (الکلام المقبول ص ۸ طبع لاہور)

حدیث نمبر۷: ردالمحتار باب غسل میت میں بحوالہ حدیث شریف فرمایا:

"کل سبب و نسب منقطع الا سببی و نسبی"

یعنی قیامت کے دن ہر نسبی اور سسرالی رشتے کٹ جائیں گے اور کام نہ آئیں گے مگر میرا نسب اور سسرالی رشتہ کام آئے گا۔ (ردالمحتار کتاب الصلوۃ باب صلاۃ الجنازۃ مطلب فی حدیث کل سبب ونسب منقطع الا سببی ونسبی ۳/۹۰ مکتبہ امدادیہ ملتان)

پھر فرمایا کہ حضرتِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کلثوم بنت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہما سے اس حدیث کی بناء پر نکاح کیا تاکہ حضرت علی شیر خدا سے آپ کا سسرالی رشتہ قائم ہوجائے

پھر فرمایا قرآن شریف میں جو ہے "فلا انساب بینھم یومئذ ولا یتساء لون"

قیامت میں نسب کام نہ آئیں گے، اس آیت کے حکم سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نسب شریف علیحدہ ہے وہ ضرور کام آئے گا، جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ساری امت کو بخشوائیں گے تو کیسے ہوسکتا ہے کہ اپنی اولاد کو نہ بخشوائیں، سادات کرام کے نسب پاک کو یہ افضیلت اس لیے ہے کہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا خاندان ہے، (الکلام المقبول ص ۸)

حدیث نمبر۸: الناس تبع لقریش مسلم تبع لمسلمھم و کافر ھم تبع لکافرھم" (مشکوۃ رقم الحدیث ۵۹۷۹، مناقب قریش فصل اول بخاری رقم الحدیث ۳۳۹۵، مسلم شریف رقم الحدیث ۲۔۱۸۱۸، ص ۷۲۹ کتاب الامارۃ باب الناس تبع لقریش علمیہ بیروت) تمام لوگ قریش کے تابع ہیں عام مسلمین مسلمان قریش کے تابع ہیں اور کافر لوگ کفار قریش کے فرمانبردار۔

حدیث نمبر۹، لایزال ھذا الامر فی قریش ما بقی منھم اثنان

(مشکوۃ رقم الحدیث ،۵۹۸۱ مناقب قریش فصل اول ۲/ ٤٠٨ علمیه بیروت بخاری رقم الحدیث ۳۵۰۱ مناقب قریش مسلم شریف رقم الحدیث ٤۔۱۸۲۰ ص ۷۲۹ کتاب الامارۃ باب الناس تبع لقریش علمیه بیروت)

"یہ خلاف قریش میں ہی رہے گی جب تک ان کے دو آدمی بھی ہوں۔"

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، ان احادیث سے معلوم

ہوا کہ تمام مسلمان قریش کے تابع ہیں اور خلافت اسلامیہ قریش ہی کے لیے ہے۔"

(الکلام المقبول فی طھارۃ نسب الرسول ص ۹ طبع لاہور)

عقلی دلائل: حکیم الامت فرماتے ہیں کہ عقل کا بھی تقاضا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا خاندان تمام خاندانوں سے اعلیٰ اور اشرف ہو چند وجوہ سے۔

دلیل نمبر ۱: جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سے کنکروں پتھروں، جانوروں کو عزت حاصل ہے کہ حضور کہ ناقہ شریف (اونٹنی مبارک) تمام اونٹوں سے افضل، حضور کے شہر کے کنکر پتھر بادشاہوں کے تاجوں سے افضل کہ رب تعالیٰ نے قرآن میں ان کی قسم فرمائی۔ لا اقسم بھذا البلد، تو جو حضرات حضور کے لختِ جگر نورِ نظر ہوں وہ دوسرے قبیلوں سے ضرور افضل ہیں۔

دلیل نمبر ۲: تمام لوگ زکوۃ صدقات کھا سکتے ہیں، مگر سید صاحبان نہ زکوۃ لے سکیں نہ کوئی اور واجب صدقہ، کیونکہ یہ مال کا میل ہے، اگر یہ نسب شریف بھی اور نسبوں کی طرح ہوتا تو دوسروں کی طرح انہیں بھی زکوۃ کھانا جائز ہوتی معلوم ہوا کہ یہ نسب شریف نہایت ہی پاک ستھرا اور دیگر نسبوں سے اعلیٰ ہے۔

دلیل نمبر ۳: سادات کرام کو یہ شرف حاصل ہے کہ نماز میں درودِ ابراہیمی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان پر بھی درود پڑھا جاتا ہے: اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی ال سیدنا محمد " پٹھان، شیخ وغیرہ کسی قوم کو درود میں داخل نہ فرمایا گیا سوائے اس خاندان شریف کے یوں سمجھو کہ اس خاندان کی تعظیم نماز میں داخل

ہے، معلوم ہوا کہ تمام خاندانوں سے افضل یہ خاندان ہے۔

دلیل نمبر۴: حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فصد کا خون بے ادبی کے خوف سے پی لیا تو سرکار نے فرمایا اب تمہارے پیٹ میں درد نہ ہوگا اور تمہیں اللہ تعالیٰ دوزخ کی آگ سے بچائے گا جب حضور کا خون شریف پیٹ میں پہنچے کا یہ اثر ہو تو ن کا خمیر حضور کے خون شریف سے ہو ان کی عظمت کا کیا پوچھنا۔

دلیل نمبر۵: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام نبیوں کے سردار ہیں اسی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہر چیز تمام پیغمبروں کی چیزوں سے اعلیٰ ہے، دیکھو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت ساری امتوں سے افضل "کنتم خیر امۃ" تم ساری امتوں سے افضل ہو۔

حضور کی بیویاں تمام جہانوں کی بیویوں سے افضل "یا نساء النبی لستن کاحد من النساء" حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا شہر تمام نبیوں کے شہروں سے افضل ہے۔

حضور کے صحابہ کرام تمام نبیوں کے صحابیوں سے افضل، اسی قاعدے سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد تمام پیغمبروں کی اولاد سے اعلیٰ وافضل ہونی چاہیے ورنہ کیا وجہ ہے کہ حضور کی نسبت اور تمام چیزوں کو اعلیٰ و افضل کردے اور اولاد شریف میں کوئی عظمت پیدا نہ کرے؟ (الکلام المقبول فی طہارۃ نسب الرسول ص۹،۱۰ طبع لاہور)

زید کی پیش کردہ آیت کا جواب:

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ "زید کی پیش کردہ آیت

یعنی "وجعلنا کم شعوبا و قبائل لتعارفوا، ان اکرم کم عند الله اتقاکم

(پ۲۶ سورۃ الحجرات آیت ۱۳)

ترجمہ: "اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار (کنزالایمان) اس کا مطلب وہ نہیں جو زید نے سمجھا۔

کہ اسلام میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کو دوسرے خاندان پر کوئی بزرگی نہیں، اگر اس آیت کا یہ منشا ہو تو ان آیات سے تعارض اور مقابلہ ہو جائے گا جو ہم نے پیش کیں، (۱) اس آیت کا منشا یہ ہے کہ مسلمان سارے ہی عزت والے ہیں خواہ کسی قبیلے سے تعلق رکھتے ہوں، کسی اسلامی قوم کو ذلیل نہ جانو، جیسا کہ عرب میں رواج تھا کہ بعض قوموں کو حقیر و ذلیل سمجھتے تھے یعنی مسلمانوں میں کوئی قوم ذلیل نہیں، ہاں بعض بعض سے افضل ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے۔

وللّٰہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین (پ۲۸ سورۃ المنافقون آیت ۸)

"اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لیے ہے" (کنزالایمان)

اس میں سارے مسلمان شامل ہیں، بلا تشبیہ یوں سمجھا جائے کہ سارے ہی نبی عزت والے اللہ کے پیارے ہیں کسی پیغمبر کی ادنی بے ادبی بھی کفر ہے، مگر بعض نبی بعض سے افضل ہیں۔

(۲) یا اس آیت کا منشا یہ ہے کہ کوئی نسبتی فضیلت کے گھمنڈ میں تقوی و پرہیزگاری

نہ چھوڑے (بلکہ) یہ دھیان رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جتنا تقویٰ زیادہ اتنا ہی درجہ زیادہ بلکہ بہت بڑی قومیت والوں کو بڑا تقویٰ چاہیے۔

(۳) یا اس آیت کا منشا یہ ہے کہ مسلمان کسی مسلمان کو قومی طعنہ نہ دیں اور نہ کسی مسلمان کو کمین سمجھے نہ کسی مسلمان کا قومی تمسخر اڑائے، ہر مسلمان واجب تعظیم واحترام ہے، اس آیت کی تفسیر وہ آیت ہے"

لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ

(پ۲۶ سورۃ الحجرات آیت ۱۱)

یعنی" کوئی قوم کسی کا مذاق نہ اڑائے ممکن ہے کہ جس کا مذاق اڑا رہا ہے وہ اس سے بہتر ہو۔

کسی خاندان کے افضل ہونے سے یہ لازم نہیں کہ دوسرے کو ذلیل جانو۔

لہذا سادات کرام کو یہ حق حاصل نہیں کہ دوسرے مسلمانوں کو حقیر و ذلیل جانیں، ہر مسلمان کا احترام لازم ہے، مگر دوسرے مسلمانوں کو چاہیے کہ سادات کرام کا اس لیے اعزاز واکرام کریں کہ یہ لوگ اس رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد ہیں جنہوں نے ہمیں کلمہ پڑھایا۔ جنہوں نے ہمیں قرآن وایمان دیا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

(الکلام المقبول فی طہارۃ نسب الرسول ص ۱۱،۱۲ طبع لاہور)

اعتراض :لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

(پ۲۸ سورۃ الممتحنۃ آیت ۳)

یعنی "ہرگز کام نہ آئیں گے تمہارے رشتہ دار اور نہ تمہاری اولاد قیامت کے دن۔"

اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں نہ کوئی نسب کام آئے گا نہ اولاد۔

اس ارحام (رحمی رشتے) اور اولاد میں سارے رشتے اور ساری اولادیں داخل ہیں خواہ نبیوں کی اولاد ہو یا ولیوں کی۔

جواب: اس اعتراض کا جواب بھی حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی کی زبانی ملاحظہ کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ "اس آیت کریمہ میں ان مسلمانوں سے خطاب ہے جن کی اولاد اور قرابت دار کافر تھے۔ اور وہ مسلمان رشتے کی بناء پر ان کی طرفداری کرتے تھے، انہیں فرمایا جارہا ہے کہ تم اسلام کے مقابلہ میں ان کافر قرابت داروں کی حمایت نہ کرو۔"

اس آیت کو انبیاء کرام کے رشتوں اور صالح اولاد سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ اس رکوع کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے شروع فرمایا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ

(پ۲۸ سورہ ممتحنہ آیت۱)

"اے مسلمانو! تم میرے اور اپنے دشمنوں یعنی کافروں کو دوست نہ بناؤ۔"

اور یہ رکوع حضرت حاطب ابن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوا، جنہوں نے اپنے بال بچوں کی حفاظت کی خاطر مکہ کی جاسوسی کی کہ مسلمانوں کے خفیہ راز انہیں لکھ بھیجے، کیونکہ ان کے بچے مکہ معظمہ میں کفار کے پاس تھے، اس تمہاری (اے اعتراض کرنے والے) پیش کردہ آیت کے آخر میں ہے۔ "**یفصل بینکم اللہ**" اللہ

تعالیٰ قیامت میں تم اور تمہارے ان رشتہ داروں میں فاصلہ کردے گا کہ تمہیں جنت میں اور انہیں دوزخ میں داخل فرمادے گا۔

اس آیت کے فوراً بعد اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ مسلمانوں کو بتارہا ہے، کہ انہوں نے اسلام کے مقابلہ میں اپنی کافر قوم سے پوری طرح علیحدگی اختیار کی، ان تمام علامتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کافر رشتہ دار مراد ہیں، اس آیت کی تفسیر یہ آیت شریف ہے۔ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ

(پ۲۸ سورۃ المجادلۃ آیت۲۲)

آپ مسلمانوں کو ایسا نہ پائیں گے کہ وہ اللہ رسول کے دشمنوں سے محبت رکھیں اگرچہ وہ ان کے باپ دادے ہوں یا بیٹے پوتے ہوں یا کنبہ والے ہوں۔"

نیز فرماتا ہے: یا ایھا الذین امنوا ان من ازواجکم واولادکم عدولکم فاحذروھم (پ۲۸، سورۃ التغابن آیت۱۴)

''اے ایمان والو! تمہاری بعض بیویاں اور اولاد تمہاری دشمن ہیں ان سے پرہیز کرو۔''

ان آیات نے بتایا کہ اس آیت کریمہ میں کافروں کے رشتہ دار اور کافر اولاد مراد ہیں۔ (الکلام المقبول فی طہارۃ نسب الرسول ص۱۲،۱۳)

اعتراض: حدیث شریف میں ہے کہ سب کی پیدائش آدم علیہ السلام سے ہے اور آدم علیہ السلام کی پیدائش خاک سے، پتا لگا کہ سب انسان نسب میں برابر ہیں اور کسی کو

کسی پر کوئی عظمت نہیں۔

جواب: اس اعتراض کے جواب میں بھی حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ "اس حدیث کا مقصد بھی وہی ہے کہ کوئی قبیلہ کسی خاندان کو برا نہ سمجھے" ذلیل نہ جانے کیونکہ سب کی اصل خاک ہے اور خاک میں عجز وانکسار ہے، اسی عجز وانکسار کی وجہ سے خاک میں پھل پھول باغ کھیت ہوتے ہیں، آگ میں تکبر وغرور ہے، اس لیے وہاں یہ کچھ نہیں ہوتا یہ مقصد نہیں کہ کسی نسب کو کسی دوسرے پر فضیلت نہیں بلکہ حدیث سے اشارۃً ثابت ہوتا ہے کہ بعض نسب بعض سے افضل ہیں کیونکہ سب انسانوں کی اصل خاک ہے اور بعض خاک دوسری خاک سے افضل ہے، مدینہ کی پاک خاک دوسری خاک سے بڑھ کر، مسجد کی خاک بازار کی خاک سے بہتر، جبریل امین کی گھوڑی کی ٹاپ کی خاک فرعونی گھوڑے کی خاک سے بہتر، عمدہ زمین کی خاک شورہ زمین کی خاک سے بہتر کہ شورہ زمین میں کچھ نہیں پیدا ہوتا، اسی طرح جن نسبوں کو انبیاء کرام سے تعلق ہو گیا ان کی خاک دوسرے نسبوں کی خاک سے افضل ہے، نیز خاک میں دو خصوصی صفتیں ہیں ایک یہ کہ ہمیشہ نیچے کو گرتی ہے اگر وہ اوپر کو آ جائے گی تو دوسرے کے پھینکنے سے اور خارجی طاقت سے دوسرے یہ کہ خاک ہمیشہ پھل پھول اگانے میں پانی کی محتاج ہے اسی طرح ہر انسان طبعی طور پر پستی کی طرف گرتا ہے ہاں اللہ والوں کی نظر کی برکت سے اسے بلندی بھی ملتی ہے، اور فیض بھی حاصل ہوتا ہے، سادات کرام کو یہ عظمت اپنی ذاتی طور پر نہیں ملی بلکہ اس لیے کہ انہیں نبوت کی نسبت نے بلند کر دیا۔" (الکلام المقبول فی

طہارۃ نسب الرسول ص ۱۹،۱۵)

اعتراض: حدیث پاک میں ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے" یا فاطمة سلینی ماشئت من مالی لا اغنی عنک من اللہ شیئا"

(مشکوۃ رقم الحدیث ۵۳۷۳ بیروت ۲/۳۳۰ باب فی ذکر الانذار والتحذیر فصل اول)

اے فاطمہ تم جو چاہو میرا مال مانگ لو میں تم سے خدا کا عذاب دور نہیں کر سکتا۔"

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نسب ان کی خاص صاحبزادی کے لیے بھی فائدہ مند نہ ہوا، تو دوسرے سیدوں کو کیا کام آئے گا جو اور نسبوں کا حال ہے وہی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نسب کا حال ہے۔

جواب: حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اس اعتراض کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ" یہ حدیث اوّل تبلیغ کی ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایمان کا حکم دے رہے ہیں، مقصد یہ ہے کہ اے فاطمہ ایمان لاؤ، اگر یہ ایمان قبول نہ کیا تو یہ سب نسب کام نہ آئے گا اور جو شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نسب میں تو ہو مگر مومن نہ ہو وہ سید نہیں کیونکہ وہ مسلمان ہی نہیں رب تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام سے فرماتا ہے"

انه لیس من اھلک انه عمل غیر صالح"(پ ۱۲، سورہ ہود آیت ۴۶)

"اے نوح! یہ کنعان تمہارا گھر والا نہیں کیونکہ وہ بدکار ہے۔"

کوئی مرزائی، رافضی، چکڑالوی، وہابی سید نہیں ہو سکتا کیونکہ سید ہونے کے لیے ایمان ضروری ہے اور وہ ایمان سے بے بہرہ ہے، کفر کی وجہ سے سارے نسبی رشتے ٹوٹ

جاتے ہیں، اسی لیے کافر نہ مومنہ سے نکاح کر سکے، اور نہ مومن کی میراث پائے اور نہ مومنوں کے قبرستان میں دفن ہو، جب کافر اولاد کو مومن باپ کی مالی میراث نہیں مل سکتی تو کافر کو نسبی شرافت وعزت کیسے مل سکتی ہے۔ ابولہب بنی ہاشم سے ہے مگر اس کی کوئی شرافت نہیں، لہذا صرف مومن سادات کرام انہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نسب شریف سے ضرور فائدہ پہنچے گا، حضور کی نسبت سے سارے مسلمان فائدہ اٹھائیں گے جہنمی جنتی ہو جائیں گے اور گنہگار معافی پائیں گے، جب نسبت کام آرہی ہے تو نسب کیوں نہ کام آئے گا رب تعالیٰ فرماتا ہے "ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤک فاستغفروا اللّٰه واستغفر لهم الرسول لوجدوا اللّٰه توابا رحيما

(پ۵،س النساء آیت ۶۴)

"اگر یہ لوگ جب بھی اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے پاس آجائیں اور اپنے رب سے بخشش مانگیں اور تم بھی شفاعت کرو تو اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔"

رب تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ

(پ۹ سورہ الانفال آیت ۳۳)

"اللہ انہیں عذاب نہیں دے گا حالانکہ اے محبوب ان میں تم ہو۔"

خود آقائے نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

" شفاعتی لا هل الكبائر من امتی "

(مشکوۃ شریف ۲/ ۳۹۵، رقم الحدیث ۵۵۹۸، باب الحوض والشفاعۃ فصل ثانی بیروت ترمذی

رقم الحدیث ۲۴۳۵ کتاب، صفۃ القیامۃ، ابوداؤد رقم الحدیث ۴۷۳۹)

''میری شفاعت میری امت کے گناہ کبیرہ والوں کے لیے ہے۔'' نیز فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم''

یخرج قوم من النار بشفاعة محمد صلی اللہ تعالیٰ علیه وآله وسلم فیدخلون الجنة یسمون الجهنمیین

(بخاری کتاب الرقاق ص ۱۳۳۲ رقم الحدیث ۶۵۶۶ دارالکتاب العربی)

''حضور کی شفاعت سے ایک بہت بڑی جماعت دوزخ سے نکلے گی جنہیں جہنمی کہا جائے گا۔''

شفاعت کی آیات اور احادیث بہت ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت ہر اس شخص کو نصیب ہوگی جس کا خاتمہ ایمان پر ہوا، لہذا یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد خصوصی شفاعت سے فائدہ اٹھائے گی۔

(الکلام المقبول فی اطہارۃ نسب الرسول ص ۱۶، ۱۷، ۱۸ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور کراچی)

امام مالک کے ہاں قرابت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا لحاظ:

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب جعفر بن سلیمان نے کوڑے مارے جس کی وجہ سے آپ بے ہوش ہوگئے تھے اور آپ کو بے ہوشی کی حالت میں وہاں سے اٹھا کر لایا گیا تھا جب آپ کو ہوش آیا اور لوگ مزاج پرسی کے لیے آپ کی خدمت میں آئے تو آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے مارنے والے (یعنی جعفر بن سلیمان) کو معاف کر دیا، کسی

نے پوچھا حضور کیوں آپ معاف فرما رہے ہیں؟ اس پر فرمایا کہ میں خوف کرتا ہوں کہ اگر مجھے موت آ گئی اور اس وقت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات ہوئی تو مجھے شرمندگی ہوگی کہ میری مار کے سبب سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی قرابتی کو جہنم میں ڈال جائے۔ (شفا شریف جزء ثانی ص ۳۳ علمیہ بیروت)

اللہ اکبر یہ ہے عظمت قرابت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امام مالک کے ہاں۔

روایت میں یہ بھی ہے کہ منصور نے امام کا بدلہ جعفر سے لینے کا ارادہ کیا تو امام نے فرمایا" خدا کی پناہ مانگتا ہوں اللہ کی قسم اس کے کوڑوں میں سے جو کوڑا بھی میرے جسم سے ہٹتا تھا میں اسی وقت معاف کر دیتا تھا اس لیے کہ اس کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے رشتہ داری ہے۔ (شفاء شریف جزء ثانی ص ۳۳ علمیہ بیروت)

علماء اور اھل بیت کو ایک دوسرے کے ساتھ کیسے پیش آنا چاہیے۔؟

اس سوال کا جواب حضرت قاضی عیاض مالکی رضی اللہ عنہ کی شفاء شریف سے لیتے ہیں، آپ فرماتے ہیں کہ حضرت شعبی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی والدہ کے جنازہ کی نماز پڑھی اس کے بعد ان کے پاس خچر لایا گیا تا کہ آپ اس پر سوار ہو جائیں تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دوڑ کر اس کی رکاب کو تھام لیا، تب حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد اسے چھوڑ دیجئے۔ اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہم علماء کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرتے ہیں اس وقت حضرت زید رضی اللہ عنہ نے حضرت

ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہاتھ مبارک کو چوم لیا اور فرمایا کہ ہمیں اہل بیت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اسی طرح پیش آنے کا حکم دیا گیا ہے۔"

(شفاء شریف جزء ثانی ص۳۲ علیہ بیروت)

سیدوں کی بے ادبی کرنا:

اعلیحضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا قادری برکاتی علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا کہ جو لوگ سیدوں کو کلمات بے ادبانہ کہا کرتے ہیں اوران کے مراتب کو خیال نہیں کرتے بلکہ کلمہ تحقیر آمیز کہ بیٹھتے ہیں انکا کیا حکم ہے؟

آپ نے جواباً ارشاد فرمایا:" سادات کرام کی تعظیم فرض ہے، اوران کی توہین حرام۔ بلکہ علمائے کرام نے ارشاد فرمایا جو کسی عالم کو مولویا یا کسی (میر) کو میروا بروجہ تحقیر کہے کافر ہے، مجمع الانہر میں ہے۔**الاستخفاف بالاشراف و العلماء کفر ومن قال العالم عویلم اولعلوی علیوی قاصدا به الاستخفاف کفر"**

(مجمع الانهر شرح ملتقى الابحر باب المرتد ثم ان الفاظ الكفر الخ دار احياء التراث العربی بیروت ۱/۶۹۵)

سادات کرام اور علماء کی تحقیر کفر ہے، جس نے عالم کی تصغیر کر کے عویلم یا علوی کو علیوی تحقیر کی نیت سے کہا تو کفر کیا۔(فتاویٰ رضویہ۲۲/۴۲۰)

جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کا حق نہ پہچانے:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:" من لم يعرف عترتی

والانصار والعرب فهو لاحدی ثلاث اما منافقا واما لزنية وما لغير طهور" (شعب الایمان حدیث ۱۶۱۴، دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/۲۳۲)

جو میری اولاد اور انصار اور عرب کا حق نہ پہچانے وہ تین علتوں سے خالی نہیں، یا تو منافق ہے یا حرامی یا حیضی بچہ۔

سادات کی تعظیم ہمیشہ:

اعلیٰحضرت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ مذکورہ حدیث کو نقل فرمانے کے بعد فرماتے ہیں کہ" بلکہ علماء وانصار وعرب سے تو وہ مراد ہیں جو گمراہ و بددین نہ ہوں اور ساداتِ کرام کی تعظیم ہمیشہ جب تک ان کی بدمذہبی حدکفر کو نہ پہنچے کہ اس کے بعد وہ سید ہی نہیں نسبت منقطع ہے،قال اللّٰہ تعالیٰ انه ليس من اهلك انه عمل غير صالح "
(القرآن الکریم ۱۱/۴۶ جدید)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:" اے نوح (علیہ السلام) وہ تیرا بیٹا (کنعان) تیرے گھر والوں میں سے نہیں اس لیے کہ اس کے کام اچھے نہیں۔ (فتاوی رضویہ ۲۲/۴۲۱)

اعلیٰحضرت کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ وہ علماء اور انصار وعرب کہ جو گمراہ و بددین ہیں ان کی تعظیم نہیں کی جائے گی، صرف اور صرف صحیح العقیدہ علماء ہی کی تعظیم کی جائے گی۔ البتہ سیدوں کی تعظیم ہمیشہ کی جائے گی، اور اگر کوئی ایسا بدعقیدہ ہوگیا کہ اس کی بدمذہبی حدِ کفر کو پہنچ گئی تو پھر وہ سید ہی نہ رہا جیسا کہ حضرتِ نوح علیہ السلام کالڑکا لہذا ایسے کی تعظیم ہرگز نہیں کی جائے گی، چنانچہ اعلیٰحضرت ان بدعقیدہ لوگوں کی مثالیں لکھتے ہیں کہ

جن کی بدمذہبی حد کفر کو پہنچی ہوئی ہے، فرماتے ہیں: " جیسے نیچری، قادیانی، وہابی غیر مقلد، دیوبندی اگرچہ سید مشہور ہوں نہ سید ہیں نہ ان کی تعظیم حلال، بلکہ توہین وتکفیر فرض اور روافض کے یہاں تو سیادت بہت آسان ہے کسی قوم کا رافضی ہوجائے، دودن بعد میر صاحب ہوجائے گا، ان کا بھی وہی حال ہے کہ ان فرقوں کی طرح تبرائیان زمانہ بھی عموماً مرتدین ہیں، والعیاذ باللہ (فتاوی رضویہ۲۲/۴۲۱،جدید)

محبتِ آل اطہار:

اعلیٰحضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا قادری فرماتے ہیں کہ محبت آل اطہار کے بارے میں متواتر حدیثیں بلکہ قرآن عظیم کی آیت کریمہ ہے۔

قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربی (القرآن۲۳/۴۲)

ان سے فرمادیجئے لوگو اس دعوت حق پر میں تم سے کچھ نہیں مانگتا مگر رشتہ کی الفت ومحبت۔

ان کی محبت بحمد اللہ تعالیٰ مسلمان کا دین ہے اور اس سے محروم ناصبی خارجی جہنمی ہے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ (فتاوی رضویہ۲۲/۴۲۱ جدید)

نورعلیٰ نور:

اعلیٰحضرت امام اہلسنت فرماتے ہیں کہ اطاعت عامہ اللہ ورسول کی پھر علمائے دین کی ہے، قال اللہ تعالیٰ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم"

(قرآن۴،۵۹) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور تم میں سے جو صاحب امر ہیں، یعنی امراء وخلفاء" جس اطاعت اللہ ورسول کی ہے اور علمائے

دین ان کے احکام سے آگاہ پھر اگر عالم سید بھی ہو تو نور علی نور، امورِ مباحہ میں جہاں تک نہ شرعی حرج ہو نہ کوئی ضرر سید غیر عالم کے بھی احکام کی اطاعت کرے کہ اس میں اس کی خوشنودی ہے اور ساداتِ کرام کی خوشی میں کہ حد شرعی کے اندر ہو، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رضا ہے، اور حضور کی رضا اللہ تعالیٰ کی رضا۔ (فتاویٰ رضویہ ۲۲/۴۲۱ [illegible])

سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت:

اعلیٰحضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا قادری فرماتے ہیں کہ سچے محبانِ اہل بیت کرام کے لیے روز قیامت نعمتیں برکتیں راحتیں ہیں، طبرانی کی حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: الزموا مودتنا اهل البيت فانه من لقى الله وهو يودنا دخل الجنة بشفاعتنا والذى نفسى بيده لا ينفع عبداعمله الا بمغفرة حقنا (المعجم الاوسط حدیث ۲۲۵۱ مکتبۃ المعارف ریاض ۳/۱۲۲)

ہم اہلبیت کی محبت لازم پکڑو کہ جو اللہ سے ہماری دوستی کے ساتھ ملے گا۔ وہ ہماری شفاعت سے جنت میں جائے گا، قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ کسی بندے کو اس کا عمل نفع نہ دے گا، جب تک ہمارا حق نہ پہچانے۔

(فتاویٰ رضویہ ۲۲/۴۲۲ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

صدر کس کو بنائیں:

اعلیٰحضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا قادری سے پوچھا گیا کہ "ایک جلسہ میں دو مولوی صاحبان تشریف رکھتے ہیں ایک ان میں سے سید ہیں تو مسلمان، کسے صدر

بتائیں؟ آپ جواباً ارشاد فرماتے ہیں کہ "اگر دونوں عالم دین سنی صحیح العقیدہ اور جس کام کے لیے صدارت مطلوب ہے اس کے اہل ہوں تو سید کو ترجیح ہے، ورنہ ان میں جو عالم یا علم میں زائد یا سنی ہو اور دونوں علم دین میں مساوی ہوں تو جو اس کام کا زیادہ اہل ہو،

(فتاویٰ رضویہ ۲۲/۴۲۲)

اگر سید کے اعمال واخلاق خراب ہوں تو کیا حکم ہے؟:

اعلیٰحضرت امام احمد رضا قادری فرماتے ہیں کہ "سید سنی المذہب کی تعظیم لازم ہے، اگرچہ اس کے اعمال کیسے ہی ہوں ان اعمال کے سبب اس سے تنفر نہ کیا جائے، نفس اعمال سے تنفر ہو بلکہ اس (سیّد) کے مذہب میں بھی قلیل فرق ہو کہ حد کفر تک نہ پہنچے جیسے تفضیل تو اس حالت میں بھی اس کی تعظیم سیادت نہ جائے گی، ہاں اگر اس کی بدمذہبی حد کفر تک پہنچے جیسے رافضی وہابی قادیانی نیچری وغیرہم، تو اب اس کی تعظیم حرام ہے کہ جو وجہ تعظیم تھی یعنی سیادت وہی نہ رہی۔ (فتاویٰ رضویہ ۲۲/۴۲۳، جدید)

سیدزادے سے ذلیل خدمت لینا:

اعلیٰحضرت امام احمد رضا قادری سے پوچھا گیا کہ سید کے لڑکے سے جب شاگرد ہو یا ملازم ہو دینی یا دنیوی خدمت لینا اور اس کو مارنا جائز ہے یا نہیں؟ تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا: "ذلیل خدمت اس سے لینا جائز نہیں۔" نہ ایسی خدمت پر اسے ملازم رکھنا جائز، اور جس خدمت میں ذلت نہیں اس پر ملازم رکھ سکتا ہے، بحال شاگرد بھی جہاں تک عرف اور معروف ہو، شرماجائز ہے لے سکتا ہے اور اسے مارنے سے مطلق احتراز کرے۔

(فتاویٰ رضویہ۲۲/۵۶۸جدید)

سنی سید کی بے توقیری حرام ہے:

اعلحضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ سنی سید کی بے توقیری سخت حرام ہے، صحیح حدیث میں ہے ''چھ شخص ہیں جن پر میں نے لعنت کی، اللہ ان پر لعنت کرے' اور نبی کی دعا مقبول ہے، از انجملہ (۱) ایک وہ جو کتاب اللہ میں اپنی طرف سے کچھ بڑھائے، (۲) اور وہ جو خیر وشر سب کچھ اللہ کی تقدیر سے ہونے کا انکار کرے۔(۳) اور وہ جو میری اولاد سے اس چیز کو حلال رکھے جو اللہ نے حرام کیا۔

(الحدیث، سنن ترمذی کتاب القدر حدیث ۲۱۶۱ دار الفکر بیروت ۴/۶۱)

جو سید کی تحقیر بوجہ سیادت کرے مطلقاً کافر ہے:

اعلحضرت فرماتے ہیں کہ ''اسمیں شک نہیں جو سید کی تحقیر بوجہ سیادت کرے وہ مطلقاً کافر ہے، اس کے پیچھے نماز محض باطل ہے ورنہ مکروہ، اور جو سید مشہور ہو اگرچہ واقعیت نہ معلوم ہو اسے بلا دلیل شرعی کہہ دینا کہ یہ صحیح النسب نہیں، اگر شرائط قذف کا جامع ہے تو صاف کبیرہ ہے، اور ایسا کہنے والا اسی کروڑوں کا سزاوار، اور اس کے بعد اس کی گواہی ہمیشہ کو مردود، اور اگر شرائط قذف نہ ہو تو کم از کم بلا وجہ شرعی ایذائے مسلم ہے، اور بلا وجہ شرعی ایذائے مسلم حرام، قال اللہ تعالٰی (اللہ تعالٰی نے فرمایا) والذین یؤذون المؤمنین والمومنت بغیر ما اکتسبو افقد احتملوا بھتا ناو اثمامبینا''

(جو لوگ ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں بغیر اس کے کہ انہوں نے کوئی معیوب

کام کیا ہوان کا دل دکھاتے ہیں تو بے شک انہوں نے اپنے سر پر بہتان باندھنے اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھالیا)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"من اذی مسلما فقداذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ"

(المعجم الاوسط للطبرانی حدیث ۳۶۳۲ مکتبۃ المعارف ریاض ۴/۳۷۳)

جس نے بلاوجہ شرعی سنی مسلمان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی۔ "والعیاذ باللہ تعالیٰ" (فتاویٰ رضویہ ۲۴/۳۴۲ جدید)

ساداتِ کرام پر زکوۃ حرام ہے:

اعلحضرت امام احمد رضا قادری فرماتے ہیں کہ "زکوۃ سادات کرام وسائر بنی ہاشم پر حرام قطعی ہے جس کی حرمت پر ہمارے آئمہ ثلثہ بلکہ آئمہ مذاہب اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا اجماع قائم (ہے) امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ میزان میں فرماتے ہیں" باتفاق آئمہ اربعہ بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب پر صدقہ فرضیہ حرام ہے اور وہ پانچ خاندان ہیں۔

(۱) آل علی (۲) آل عباس (۳) آل جعفر (۴) آل عقیل (۵) آل حارث بن عبدالمطلب، یہ اجماعی اور اتفاقی مسائل میں سے ہے"

(فتاویٰ رضویہ ۱۰/۹۹ میزان الکبریٰ، باب قسم الصدقات مصطفیٰ البابی مصر ۲/۱۳)

اھل بیت سے اچھا سلوک کرنے کا صلہ:

ابن عساکر امیر المومنین مولا علی کرم اللہ وجہہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم فرماتے ہیں: "من صنع الی اهل بیتی یدا کافاته علیها یوم القیمة"

(کنز العمال بحوالہ ابن عساکر حدیث ۳۴۱۵۲ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/۹۵)

جو میرے اہل بیت میں سے کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا میں روزِ قیامت اس کا صلہ اسے عطا فرماؤں گا۔

خطیب بغدادی امیر المومنین حضرتِ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "جو شخص اولادِ عبد المطلب میں کسی کے ساتھ دنیا میں نیکی کرے اس کا صلہ دینا مجھ پر لازم ہے جب وہ روزِ قیامت مجھ سے ملے گا۔"

(فتاویٰ رضویہ ۱۰/۱۰۵ جدید)

متوسط حال والوں کے لیے ایک تدبیر:

اعلیٰحضرت امام اہلسنت امام احمد رضا قادری فرماتے ہیں کہ "متوسط حال والے اگر مصارف مستحبہ کی وسعت نہیں دیکھتے تو بحمد اللہ وہ تدبیر ممکن ہے کہ زکوٰۃ کی زکوٰۃ ادا ہو اور خدمت سادات بھی بجا ہو، یعنی کسی مسلمان مصرف زکوٰۃ معتمد علیہ کو کہ اس کی بات سے نہ پھرے مال زکوٰۃ سے کچھ روپے بہ نیت زکوٰۃ دے کر مالک کردے پھر اس سے کہے کہ تم اپنی طرف سے فلاں سید کی نذر کردو۔ اس میں دونوں مقصود حاصل ہو جائیں گے کہ زکوٰۃ تو اس فقیر کو گئی اور یہ جو سید نے پایا نذرانہ تھا، اس کا فرض ادا ہو گیا اور خدمتِ سید کا کامل ثواب اسے اور فقیر دونوں کو ملا (فتاویٰ رضویہ ۱/۱۰۶)

کیا عجمی عالم سید زادی کا کفوء ہے؟:

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا قادری برکاتی اس کا جواب ارشاد فرماتے ہیں" ہاں، جب عجمی عالم دیندار عاقل ہو، کیونکہ علم کی فضیلت نسب کی فضیلت سے فائق ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات" پ ۲۸ س المجادلہ ایت ۱۱، تم سے ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ نے بلندی دی اور ان لوگوں کو جو علم دیے گئے ان کو کئی درجات دیے گئے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون "(پ ۲۳، س الزمر آیت ۹)

" کیا علم والے اور بے علم برابر ہیں۔"

امام کردری کی وجیز میں ہے کہ عجمی عالم، جاہل عربی کا کفوہ ہوگا کیونکہ علمی شرافت اقوی وارفع ہے، اور یوں ہی عالم فقیر ہو تو وہ جاہل غنی کا کفو ہوگا، اور یوں ہی غیر قرشی عالم جاہل علوی اور جاہل قرشی کا کفوہ بنے گا۔ الخ (فتاویٰ رضویہ ۱۰/۱۲۷ جدید)

امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے اپنی صاحبزادی حضرت ام کلثوم کہ بطن پاک حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تھیں امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دیں اور ان سے حضرت زید بن عمر پیدا ہوئے اور امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نسبا سادات سے نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ۱۱/۷۳۰)

نیز اعلحضرت فرماتے ہیں:" سیدہ عاقلہ بالغہ اگر ولی رکھتی ہے تو جس کفوء سے نکاح کرے گی ہو جائے گا، اگر چہ سید نہ ہو مثلاً شیخ صدیقی یا فاروقی یا عثمانی یا علوی یا عباسی اور

اگر غیر کفوء سے بے اجازت صریحہ ولی نکاح کرے گی تو نہ ہوگا جیسے کسی شیخ انصاری یا مغل، پٹھان سے مگر جب کہ وہ معزز عالم دین ہو۔" (فتاویٰ رضویہ ۱۱/۷۳۰)

مسئلہ: سید (مرد) ہر قوم کی عورت سے نکاح کر سکتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ۱۱/۱۷۶)

شریعت مطہرہ میں نسب باپ سے لیا جاتا ہے:

اعلیحضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا قادری سے پوچھا گیا کہ زید کا دادا پٹھان تھا دادی اور والدہ سیدانی، اس صورت میں زید سید ہے یا پٹھان؟ تو آپ نے جواب ارشاد فرمایا کہ: "شرع مطہر میں نسب باپ سے لیا جاتا ہے، جس کے باپ دادا پٹھان یا مغل یا شیخ ہوں وہ انہیں قوموں سے ہوگا۔ اگرچہ اس کی ماں اور دادی سب سیدانیاں ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحیح حدیث میں فرمایا ہے:

"من ادعى الى غير ابيه فعليه لعنة الله والملئكة والناس اجمعين لا يقبل الله منه يوم القيمة صرفا ولا عدلا (المعجم الكبير حديث ٦٤ مروى از عمرو بن خارجه المكتبة الفيصليه بيروت ١٧/٣٤)

جو اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف اپنے آپ کو نسبت کرے اس پر خود اللہ تعالیٰ اور سب فرشتوں اور آدمیوں کی لعنت ہے۔

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا نہ فرض قبول کرے نہ نفل، مختصرا، بخاری ومسلم وابوداؤد وترمذی ونسائی وغیرہم نے یہ حدیث مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کی ہے۔

ہاں اللہ تعالیٰ نے یہ فضیلت خاص امام حسن وامام حسین اور ان کے بھائی بہنوں کو عطا

فرمائی رضی اللہ عنہم اجمعین کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بیٹے ٹھہرے، پھر ان کی جو خاص اولاد ہے ان میں بھی وہی قاعدہ عام جاری ہوا کہ اپنے باپ کی طرف منسوب ہوں، اس لیے سبطین کریمین کی اولاد سید ہیں نہ کہ بنات فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کہ وہ اپنے والدوں ہی کی طرف نسبت کی جائیں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی رضویہ ۳۶۱/۱۳)

تمہارے رشتہ کے بعد کسی سے رشتہ نہ چاہوں:

حضرتِ سید سعید شہید سیدنا امام حسین کی زوجہ مطہرہ رباب بنت امری ءالقیس کہ حضرتِ اصغر و حضرتِ سکینہ رضی اللہ عنہما کی والدہ ماجدہ ہیں، بعدِ شہادت امام مظلوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت شرفائے قریش نے انہیں پیام نکاح دیا، فرمایا: "ما کنت لا تخذ حموا بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "میں وہ نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کو اپنا خسر بناؤں۔

جب تک زندہ رہیں نکاح نہ کیا:

مرثیہ حضرت امام انام رضی اللہ عنہ میں فرماتی ہیں۔

واللہ لا ابتغی صھرا بصھرکم

حتّٰی اغیب بین الرمل والطین

خدا کی قسم میں تمہارے رشتہ کے بعد کسی سے رشتہ نہ چاہوں گی، یہاں تک کہ ریت اور مٹی میں دفن کردی جاؤں۔ (فتاوی رضویہ شریف ۳۰۵/۱۲ جدید)

ایک شبہ کا ازالہ: حدیث پاک میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"تزوجوا ولا تطلقوا فان اللہ لا یحب الذواقین ولا الذواقات وفی لفظ لا تطلقوا النساء الا من ریبۃ فان اللہ لا یحب الذواقین ولا الذواقات" رواہ الطبرانی فی الکبیر عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ عنہ:

نکاح کرو اور جب تک عورت کی طرف سے کوئی شک نہ پیدا ہو (یعنی بے حاجت صحیحہ) طلاق نہ دو کہ اللہ بہت چکھنے والے مردوں اور بہت چکھنے والی عورتوں کو دوست نہیں رکھتا، یعنی جو چکھ چکھ کر چھوڑ دینے کے لیے نکاح کرتے ہیں۔ (اس کو طبرانی نے کبیر میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نکاح عورتوں کو اپنے پاس رکھنے کے لیے کرنا چاہیے نہ کہ مستی نکالنے اور پانی گرانے کے لیے اور اس کے بعد طلاق دینے کے لیے تو اس سے امام حسین وغیرہ حضرات پر شبہ واقع ہوتا ہے، کہ ان حضرات نے اس حدیث پر عمل کیوں نہ فرمایا اور کثرت سے نکاح کر کے طلاق کیوں دے دیتے تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بے حاجت شرعیہ بیوی کو طلاق دینا ممنوع ہے، البتہ اگر حاجت شرعیہ ہو تو طلاق دے سکتے ہیں۔

" والاباحۃ للحاجۃ الی الخلاص " (ردالمحتار ۲/۴۱۶) طلاق کا مباح ہونا خلاصی کے لیے حاجت کی وجہ سے ہے، اعلیٰحضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا قادری رضی اللہ عنہ اس شبہ کا ازالہ فرماتے ہیں کہ "بعض صحابہ کرام مثل سیدنا امام حسن مجتبیٰ وغیرہ

بن شعبہ وغیرھا رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جو کثرت نکاح وطلاق منقول ہے اسی حالت حاجت شرعیہ پرمحمول ہے۔"فی ردالمحتار اذا وجدت الحاجۃ المذکورۃ ابیح وعلیھا یحمل ماوقع منہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم ومن اصحابہ وغیرھم من الائمۃ صونا لھم عن العبث و الایذاء بلا سبب

(ردالمحتار کتاب الطلاق داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/۴۱۶)

ردالمحتار میں ہے کہ جب حاجت مذکورہ پائی جائے تو طلاق مباح ہے اور اسی معنی پر محمول ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام اور دیگر آئمہ کرام سے متعدد نکاح کے جو واقعات ہوئے تاکہ ان حضرات کی طرف عبث اور ایذاء رسانی کی نسبت نہ ہونے پائے۔(فتاویٰ رضویہ۱۲/۳۶۹جدید)

کسی کی بیٹیاں حضور کی نورزادیوں سے زیادہ عزت وغیرت والی نہیں:

ہندوستان میں عوام الناس بیوہ کا دوبارہ نکاح ننگ وعار سمجھتے تھے اس کا رد فرماتے ہوئے اعلحضرت ایسا کلام ارشاد فرماتے ہیں، کہ جس سے نہ صرف اس رسم مردود کا رد ہوتا ہے بلکہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نورزادیوں کی شان بھی بیان ہوجاتی ہے، ملاحظہ ہو فرماتے ہیں:" خلاصہ مقصود یہ کہ عوام ہند جو نکاح بیوہ کو باتباع رسم مردود ہنود ننگ وعار سمجھتے ہیں اور کیسی ہی حالت حاجت وضرورت شدیدہ ہو معاذ اللہ حرام کے مثل اس سے احتراز رکھتے ہیں برا کرتے ہیں اور بہت برا کرتے ہیں بے جا پر ہیں، اور سخت بیجا پر، خان صاحب شیخ صاحب مرزا صاحب درکنار وہ کوئی حضرت میر صاحب ہی

ہوں تو کیا ان کی بیٹیاں نہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خاص جگر پاروں سیدۃ النساء بتول زہرا صلی اللہ علی ابیھا وعلیھا وسلم کی بطنی صاحبزادیوں سے زیادہ عزت والیاں بڑھ کر غیرت والیاں ہیں جن کے دو دو تین تین اور اس سے بھی زائد نکاح ہوئے، سبحان اللہ (فتاویٰ رضویہ ۱۲/ ۳۱۸) یعنی کسی کی بیٹیاں اور بہنیں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادیوں اور سیدۃ النساء بتول زہرا رضی اللہ عنہا کی صاحبزادیوں سے زیادہ غیرت اور عزت والی نہیں ہوسکتیں، تو جب ان مقدس صاحبزادیوں کے ایک سے زائد نکاح ہوئے تو دوسری خواتین کے ضرورت شرعیہ کے ہونے کے باوجود دوسرا نکاح کرنے سے ان کے متعلقین عار کیوں سمجھتے ہیں، ان کو اس سے عار نہیں ہونی چاہیے۔

اعلحضرت امام احمد رضا خان قادری کے ایک خط کا اقتباس:

۱۵ ذوالقعدہ ۱۳۲۹ھ کو مولانا سید احمد صاحب مہتمم مدرسہ اسلامیہ اودے پور میواڑ راجپوتانہ نے اعلحضرت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ کی خدمت میں ایک خط لکھا جس میں یہ شکایت کی کہ مولوی عبدالرحیم صاحب احمد آبادی اور مولوی علاؤ الدین صاحب سندھی سادات عظام وفقراء ذوی الاحترام کے پیچھے بلاوجہ پڑ رہے ہیں، الخ آخر میں اعلحضرت سے یہ پوچھا گیا کہ (۱) سادات کا دل دکھانا (۲) اور کسر شان سادات وفقراء کی کرنا (۳) اور ان سے سند طلب کرنا (۴) اور نہ ملنے پر برا کہنا کہاں تک جائز ہے۔ (۵) اور ایسا کہنے والے کی نسبت شرع شریف میں کیا حکم ہے؟

اعلحضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ نے خط کا جواب تحریر

فرمایا جس کے آخر میں اپنی سادات کرام سے عقیدت ومحبت کا اظہار فرمایا جس کو راقم نمبر نگ کے ساتھ نقل کرتا ہے، ملاحظہ ہو آپ فرماتے ہیں۔(۱) یہ فقیر ذلیل بحمدہ تعالیٰ حضرات سادات کرام کا ادنیٰ غلام وخاکپا ہے(۲) ان کی محبت وعظمت ذریعۂ نجات وشفاعت جانتا ہے۔(۳) اپنی کتابوں میں چھاپ چکا ہے کہ سید اگر بدمذہب بھی ہوجائے تو اس کی تعظیم نہیں جاتی جب تک بدمذہبی حدِ کفر تک نہ پہنچے۔(۴) ہاں بعد کفر سیادت ہی نہیں رہتی، پھر اس کی تعظیم حرام ہوجاتی ہے۔(۵) اور یہ بھی فقیر بارہا فتوی دے چکا ہے کہ کسی کو سید سمجھنے اور اس کی تعظیم کرنے کے لیے ہمیں اپنے ذاتی علم سے اسے سید جاننا ضروری نہیں جو لوگ سید کہلائے جاتے ہیں ہم ان کی تعظیم کریں گے، ہمیں تحقیقات کی حاجت نہیں، نہ سیادت کی سند مانگنے کا ہم کو حکم دیا گیا ہے۔(۶) اور خواہی نخواہی سند دکھانے پر مجبور کرنا اور نہ دکھائیں تو برا کہنا مطعون کرنا ہرگز جائز نہیں،

الناس امنا علی انسابھم (لوگ اپنے نسب پر امین ہیں)

(۷) ہاں جس کی نسبت ہمیں خوب تحقیق معلوم ہو کہ یہ سید نہیں اور وہ سید بنے اس کی ہم تعظیم نہ کریں گے نہ اسے سید کہیں گے اور مناسب ہوگا کہ ناواقفوں کو ان کے فریب سے مطلع کردیا جائے۔

(۸) میرے خیال میں ایک حکایت ہے جس پر میرا عمل ہے کہ ایک شخص کس سید سے الجھا، انہوں نے فرمایا میں سید ہوں، کہا کیا سند ہے؟ تمہارے سید ہونے کی، رات کو زیارت اقدس سے مشرف ہوا، کہ معرکہ حشر ہے یہ شفاعت خواہ ہوا، (حضور صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم نے) اعراض فرمایا۔ (یعنی رخ زیبا دوسری جانب فرمالیا، اس کی طرف التفات نہ فرمایا) اس نے عرض کی میں بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا امتی ہوں، فرمایا کیا سند ہے تیرے امتی ہونے کی؟ (فتاویٰ رضویہ شریف ۲۹/ ۵۸۷۔۵۸۸)

احباب اہلسنت امام اہلسنت کی اس ایمان افروز تحریر سے سبق حاصل کریں خاص طور پر وہ حضرات جو سیدزادوں، علماء کرام اور فقراء و دین کے خادموں سے نالاں رہتے ہیں، دیکھئے ہم سب کے امام کیا فرما رہے ہیں اور ہم لوگوں نے اپنی حالت کیا بنا رکھی ہے؟

خدارا اپنے آپ کو سنوارنے کی کوشش کریں، اور سادات کرام و علماء اہلسنت سے بغض و عداوات کے بجائے محبت و مودت کریں۔ اللہ تعالیٰ توفیق خیر دے۔

سیدوں کو کسی گناہ پر عذاب نہ دیا جائے گا:

اعلیٰحضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ساداتِ کرام جو واقعی علمِ الٰہی میں سادات ہوں ان کے بارے میں رب عزوجل سے امید واثق یہی ہے کہ آخرت میں ان کو کسی گناہ پر عذاب نہ دیا جائے گا، حدیث میں ہے: ''انما سمیت فاطمة لان اللّٰہ تعالیٰ حرمھا و ذریتھا علی النار''

(الجامع الصغیر حدیث ۲۳۰۹ علیہ بیروت ۱/ ۱۳۹)

ان کا فاطمہ نام اس لیے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کی تمام ذریت کو نار (جہنم کی آگ) پر حرام فرمادیا ہے۔

دوسری حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بتول

زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:

ان اللہ غیر معذبک ولا ولدک او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم ،

(المواهب اللدنيه المقصد الثانی الفصل الثانی المكتب الاسلامی بيروت ٢/٦٤)

اے فاطمہ اللہ تعالیٰ نہ تجھے عذاب کرے گا نہ تیری اولاد میں کسی کو، مگر حکم قطعی بے نص قطعی ناممکن ہے۔ (فتاویٰ رضویہ شریف ۲۹/۶۳۸ جدید)

دونواسوں میں افضل کون؟:

اعلیٰحضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا قادری فرماتے ہیں کہ" ہم نے اپنی کتاب "مطلع القمرین فی ابانة سبقة العمرین" کے منہیات پر متعدد حدیثوں سے ثابت کیا کہ حضرتِ سبط اکبر حضرتِ سبط اصغر سے افضل ہیں رضی اللہ عنہما، از انجملہ حدیث طبرانی کہ حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "حسن کے لیے میری ہیبت و سرداری ہے اور حسین کے لیے میری جرات و بخشش۔"

(مجمع الزوائد باب فیما اشترک الحسن والحسین الخ، (دار الکتاب العربی بیروت ۹/۱۷۵)

"دوم" حدیث احمد و ابوداؤد کہ فرمایا: "حسن میرا ہے اور حسین علی کا" (مسند احمد بن حنبل مروی از مقدام بن معدیکرب دار الفکر بیروت ۴/۱۳۲)

"سوم" حدیث ابویعلی کہ فرمایا: "حسن تمام جوانان اہل جنت کے سردار ہیں۔"

(مجمع الزوائد باب ماجاء فی الحسن بن علی، دارالکتاب العربی بیروت ۹/۱۷۸)

وھذا حدیث حسن، نص صریح فیما قلنا (یہ حدیث ہمارے دعوی پر صریح

نص ہے) فقیر بدلیل احادیث یہی گمان کرتا تھا یہاں تک کہ تیسیر شرح جامع صغیر میں اس معنی کی تصریح پائی والحمدللہ (فتاویٰ رضویہ شریف۱۰/۸۱۱جدید)

بعض مشہورین:

اعلیٰحضرت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ”شرع میں نسب باپ سے ہے، بعض مشہورین کہ ماں کے سیدانی ہونے سے سید بن بیٹھے ہیں، اور باوجود تفہیم (سمجھانے کے) اس پر اصرار کرتے ہیں، بحکم حدیث صحیح مستحق لعنت الٰہی ہوتے ہیں، والعیاذ باللہ، (فتاویٰ رضویہ شریف۱۰/۱۰۹۔۱۱۰، جدید)

علماء اور سیدوں سے کوتاہی ہو تو تعزیر کا حکم:

کوئی ایسی شرعی کوتاہی کہ اگر رذیل لوگ کرتے تو ان کو مارنے اور قید کرنے کا حکم ہوتا وہی اگر علماء کرام اور سید حضرات سے سرزد ہو جائے تو ان کو مارنے اور قید کرنے کے بجائے فقط اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ ”آپ ایسا کرتے ہیں“ چنانچہ فتاویٰ رضویہ شریف میں اعلیحضرت امام اہلسنت نقل فرماتے ہیں۔

تعزير اشراف الاشراف وهم العلماء والعلوية بالاعلام بان يقول له القاضى بلغنى انك تفعل كذا فينزجر“

(ردالمحتار کتاب الحدود باب التعزیر داراحیاء التراث العربی بیروت۳/۱۷۸)

یعنی علماء و سادات سب سے اعلیٰ درجہ کے اشراف ہیں، ان سے اگر کوئی تقصیر موجب تعزیر واقع ہو کہ اراذل کرتے تو ضرب وحبس (یعنی مارنے اور قید) کے مستحق

ہوتے، ان کے لیے اس قدر بس ہے کہ قاضی کہے" مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ایسا کرتے ہیں۔" اسی قدر ان کے زجر کو بس ہے۔ (فتاویٰ رضویہ شریف ۲۳/۲۲۲ جدید)

دعوتِ فکر:

احباب علماء حضرات اور سید حضرات کے مقام و مرتبہ کو اس مبارک عبارت سے سمجھنے کی کوشش کریں۔

روزِ قیامت سب سے پہلے شفاعت اہل بیت کی:

سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: " روزِ قیامت میں سب سے پہلے اہل بیت کی شفاعت فرماؤں گا۔ پھر درجہ بدرجہ زیادہ نزدیک ہیں قریش تک، پھر انصار پھر وہ اہلِ یمن جو کہ مجھ پر ایمان لائے اور میری پیروی کی، پھر باقی عرب پھر اہل عجم" **ومن اشفع له اوّلا افضل**" اور میں جس کی شفاعت پہلے کروں وہ افضل ہے۔

(المعجم الكلبير عن ابن عمر حديث ١٣٥٥٠ المكتبة الفيصليه بيروت ٤٢١/١٢)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے قرابت منقطع نہیں ہوگی:

سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

" كل سبب ونسب منقطع يوم القيمة الاسببى ونسبى"

ہر علاقہ اور رشتہ روزِ قیامت قطع ہوجائے گا مگر میرا علاقہ اور رشتہ (منقطع نہیں ہوگا)

(المعجم الكبير حديث ٢٦٣٣ تا ٢٦٣٥ المكتبة الفيصليه بيروت ٤٥/٣۔ كنز العمال حديث ٣١٩١٤ موسسة الرسالة بيروت ٤٠٩/١١۔ فتاوىٰ رضويه شريف ٢٣/ ٢٣٢)

سب سے پہلے حوضِ کوثر پر آنے والے:

سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

" **اوّل من یرد علی الحوض اهل بیتی و من احبّنی من امتی** " سب سے پہلے میرے پاس حوض کوثر پر آنے والے میرے اہل بیت ہیں اور میری امت سے میرے چاہنے والے۔

(کنزالعمال بحوالہ الدیلمی عن علی الحدیث ۳۴۱۷۸ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/۱۰۰)

سوال: آیہ مبارکہ " **فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینهم یومئذ ولا یتساءلون** " تو جب صور پھونکا جائے گا تو نہ ان میں رشتے رہیں گے اور نہ ایک دوسرے کی بات پوچھے۔ سے پتا چلتا ہے کہ قیامت کے دن رشتے نہ رہیں گے جب کہ حدیث شریف میں سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر علاقہ اور رشتہ قیامت کے دن قطع ہو جائے گا، سوائے میرے علاقہ اور رشتہ کے۔

جواب: آیت میں جو ارشاد فرمایا گیا ہے ایک مخصوص وقت کے لیے ہے جیسا کہ آیت مبارکہ میں " **ولا یتساءلون** " ہے جس کا معنی ہے "اور نہ ایک دوسرے کی بات پوچھے۔ حالانکہ اللہ جل شانہ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے۔" **واقبل بعضهم علی بعض یتساءلون** ، اور ان میں ایک نے دوسرے کی طرف منہ کیا پوچھتے ہوئے۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ یہ دو حکم دو الگ الگ وقتوں کے لیے ہیں نہ کہ ایک وقت کے لیے ورنہ دو آیتوں میں تعارض ہوگا اسی طرح اس آیت مبارکہ کو سمجھ لو جو آپ نے سوال

میں پیش کی ہے۔

چنانچہ حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ منازل حضوری چند ہیں لیکن وہ موقف جس میں نہ رشتے کام آئیں نہ ان کے ذریعے سفارش وہ پہلی کڑک ہے کہ اس میں رشتے کام نہ آئیں گے جب لوگ گھبرائے ہوئے اٹھیں گے۔ اور جب صعقہ ثانیہ (دوسری کڑک) ہوگا تو سب کھڑے ہو کر رشتوں سے سوال کریں گے، ملاحظہ ہو (تفسیر در منثور بحوالہ سعید بن منصور و ابناء حمید والمنذر وابی حاتم تحت آیہ فلا انساب بینھم ۱۰/۵)

دین و دنیا کی حفاظت:

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ کی تین حرمتیں ہیں جو ان کی حفاظت کرے اللہ تعالیٰ اس کے دین و دنیا محفوظ رکھے، اور جو ان کی حفاظت نہ کرے اللہ تعالیٰ اس کے دین کی حفاظت فرمائے نہ دنیا کی، ایک اسلام کی حرمت دوسری میری حرمت تیسری میری قرابت کی حرمت (کنزالعمال بحوالہ طب وابی نعیم عن ابی سعید حدیث ۲۰۸ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱/۷۷۔ فتاویٰ رضویہ شریف ۲۳/۲۵۵ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

نسب پر فخر کرنا جائز نہیں:

اعلیٰحضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا احمد رضا قادری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

(۱)...... ہاں نسب پر فخر جائز نہیں۔

(۲)...... نسب کے سبب اپنے آپ کو بڑا جاننا، تکبر کرنا جائز نہیں۔

(۳)......دوسروں کے نسب پر طعن جائز نہیں۔

(۴)......انہیں کم نسبی کے سبب حقیر جاننا جائز نہیں۔

(۵)......نسب کو کسی کے حق میں عار یا گالی سمجھنا جائز نہیں۔

(۶)......اس کے سبب کسی مسلمان کا دل دکھانا جائز نہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چار صاحبزادیاں:

شیعہ بغض وعناد کی وجہ سے حضرتِ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ماسوا سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تمام صاحبزادیوں کا انکار کرتے ہیں اور اہلسنت پر اعتراضات کرتے ہیں لہذا یکے بعد دیگرے ان کے اعتراضات اور اہلسنت کے جوابات پیش کیے جاتے ہیں۔

اعتراض نمبر۱: اگر حضور کی حضرتِ فاطمہ کے علاوہ بھی صاحبزادیاں تھیں تو مباہلہ میں شریک ہوتیں جب کہ وہ شریک نہ ہوئیں، جس سے معلوم ہوا کہ جناب زینب ورقیہ اور ام کلثوم آپ کی حقیقی بیٹیاں نہ تھیں۔

جواب: واقعہ مباہلہ کے وقت حضرتِ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ تمام صاحبزادیاں انتقال فرما چکی تھیں جیسا کہ شیعہ کی مستند کتاب حیات القلوب میں ہے کہ (ا) زینب در مدینہ در سال ہفتم ہجرت وبروایتے سال ہشتم برحمت ایزدی واصل شد یعنی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا مدینہ شریف میں وصال سات ہجری کو ہوا اور ایک دوسری روایت میں آٹھ ہجری کو ہوا۔

(۲) رقیہ رضی اللہ عنہا در مدینہ برحمت ایزدی واصل شد در ہنگامی کہ جنگ بدر رو داد'' یعنی حضرتِ رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ۲ھ کو غزوۂ بدر کے موقع پر مدینہ شریف میں ہوا۔ (۳) سوم ام کلثوم وا ورا نیز عثمان بعد از رقیہ رضی اللہ عنہا تزویج نمود و گویند کہ در سال ہفتم ہجرت برحمت ایزدی واصل شد'' یعنی تیسری حضرتِ ام کلثوم جن کے ساتھ حضرتِ رقیہ کے وصال کے بعد حضرت عثمان نے نکاح فرمایا ان کا انتقال سات ہجرت میں ہوا۔ (حیات القلوب جلد دوم ص ۱۰۲۸ باب پنجاہ و یکم ذکر اولاد امجاد آنحضرت)

جب کہ واقعہ مباہلہ دس ہجری میں پیش آیا جس کو خود شیعہ نے تسلیم کیا، چنانچہ منتھی الامال میں ہے

''وقائع سال دھم ھجری قصّہ مباھلہ و نصار نجران شیخ و دیگر ان روایت کردہ اند'' (منتھی الامال جلد اوّل ص ۱۰۷ قصہ مباہلہ ونصار نجران)

یعنی شیخ طبرسی اور دوسرے اکابر شیعہ محققین نے روایت کیا ہے کہ واقعہ مباہلہ اور نصاری نجران دس ہجری میں رونما ہوا۔ لہذا واقعہ مباہلہ سے شیعہ کا اعتراض کرنا باطل ہے۔

اعتراض نمبر۲: حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادیوں کا نکاح حضرتِ عثمان سے کیونکر جائز ہوگا جب کہ حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے امتی ہیں۔

جواب: اگر امتی ہونا نکاح کے عدم جواز کی تمہارے یہاں دلیل ہے تو پھر حضرتِ علی

رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیونکر جائز ہوگا، کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تو امتی ہیں نا کہ نبی، نیز دونوں صاجزادیاں بھی تو امتی تھیں نا کہ نبی۔

جس طرح حضرتِ علی رضی اللہ عنہ جو کہ امتی ہیں ان کا نکاح حضرتِ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے جائز ہے اسی طرح حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ کا بھی دو لختِ جگر سے نکاح یکے بعد دیگرے جائز ہے حضرت عثمان بھی امتی ہیں اور صاجزادیاں بھی امتی ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔ شعر:

نور کی سرکار سے پایا دوشالہ نور کا
ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

اعتراض نمبر۳: اگر حضور کی چار صاجزادیاں تھیں تو خطبہ جمعہ میں حضرتِ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دیگر تین کا ذکر کیوں نہیں کیا جاتا؟

جواب: کسی صاجزادی کے نام مبارک کے خطبہ میں ذکر نہ ہونے سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ نفس الامر میں وہ صاجزادیاں ہی نہ تھیں۔

اب رہا حضرتِ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نام پاک کا خطبہ میں ذکر ہونا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو زیادہ پیاری تھیں۔ (۲) آپ سب نورزادیوں سے عمر میں چھوٹی تھیں۔ (۳) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نسل پاک بھی آپ سے چلی (۴) نیز آپ جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ کسی صاجزادی کا ذکر خطبہ میں نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حقیقت میں بیٹیاں ہی نہ تھیں۔

اعتراض نمبر۴: اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں تو ان چاروں کا نکاح کن کن کے ساتھ ہوا۔

جواب: حیات القلوب میں اس بات کو تسلیم کیا گیا ہے۔(۱) کہ حضرتِ فاطمہ کا نکاح حضرتِ علی سے ہوا۔(۲) اور حضرتِ زینب کا نکاح حضرتِ ابوالعاص سے ہوا۔ (۳) اور حضرتِ عثمان کے ساتھ دو صاحبزادیوں یعنی حضرتِ ام کلثوم و حضرت رقیہ کا نکاح یکے بعد دیگرے ہوا۔ نیز اصول کافی میں ہے کہ "حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرتِ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بیس سال سے زائد عمر میں شادی کی اور ان کے بطن سے قبل بعثت قاسم، رقیہ، زینب، ام کلثوم پیدا ہوئے اور بعثت کے بعد طیب طاہر اور فاطمہ پیدا ہوئے۔(اصول کافی جلد اول ص ۴۳۹ کتاب الحجہ باب مولد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ووفاتہ مطبوعہ تہران طبع جدید، اصول کافی مترجم جلد اول ص ۵۴۴ مطبوعہ کراچی)

اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ:

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ"اہل بیت کے معنی ہیں گھر والے اہل بیت رسول چند معنی میں آتا ہے۔(۱) جن پر زکوۃ لینا حرام ہے یعنی بنی ہاشم عباس، علی، جعفر، عقیل، حارث کی اولاد (۲) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں پیدا ہونے والے یعنی اولاد (۳) حضور کے گھر میں رہنے والے جیسے ازواج پاک۔

(۴) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں آنے جانے والے جیسے حضرتِ زید بن حارثہ اور جیسے حضرتِ اسامہ بن زید۔

خیال رہے کہ بیویوں کا اہل بیت ہونا قرآنی آیات سے ثابت ہے۔

(۱) رب تعالیٰ نے حضرتِ سارہ کو جناب ابراہیم کی اہل بیت فرمایا: "رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اھل البیت" اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں تم پر اس گھر والو۔

(۲) حضرت صفورا کو جناب موسیٰ علیہ السلام کا اہل فرمایا: "اذ قال لاھلہ امکثوا انی انست نارا" تو اپنی بی بی سے کہا ٹھہرو مجھے ایک آگ نظر پڑی۔

(۳) حضرتِ عائشہ صدیقہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اہل بیت فرمایا: "واذغدوت من اھلک تبوئی المومنین مقاعد للقتال" اور یاد کرو اے محبوب! تم صبح کو اپنے دولت خانے سے برآمد ہوئے مسلمانوں کو لڑائی کے مورچوں پر قائم کرتے، اور اولاد کا اہل بیت ہونا حدیث سے ثابت ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرتِ فاطمہ، حسنین کریمین اور حضرتِ علی رضی اللہ عنہم کے متعلق فرمایا: "اللھم ھؤلاء اھل بیتی" خدایا یہ لوگ بھی میرے اہل بیت ہیں۔ لہذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج اولاد سب ہی اہل بیت ہیں رضی اللہ عنہم۔ خلاصہ یہ ہے کہ بیت تین قسم کے ہیں۔ (۱) بیت نسب (۲) بیت مسکن (۳) بیت ولادت۔ اس لیے اہل بیت بھی تین قسم کے ہیں۔ (مراۃ المناجیح ۸/۳۷۲۔۳۷۳ قادری پبلشرز لاہور)

ضروری ہدایات:

(۱) جیسا کہ پہلے لکھا جاچکا ہے کہ زکوۃ ساداتِ کرام اور تمام بنی ہاشم پر حرام قطعی ہے جس کی حرمت پر ہمارے آئمہ ثلثہ بلکہ آئمہ مذاہب اربعہ رضی اللہ عنہم کا اجماع قائم

ہے۔(فتاویٰ رضویہ ۱۰/۹۹ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

(۲) وہ پانچ خاندان جن پر زکوۃ حرام ہے یہ ہیں:

(۱) آل علی (۲) آل عباس (۳) آل جعفر (۴) آل عقیل (۵) آل حارث بن عبدالمطلب (فتاویٰ رضویہ ۱۰/۹۹)

(۳) اور ان حضرات پر زکوۃ حرام ہونے کی علت ان حضرات عالیہ کی عزت و کرامت و نظافت و طہارت (ہے کیوں) کہ زکوۃ مال کا میل ہے اور گناہوں کا دھون (جو) اس ستھری نسل والوں کے قابل نہیں۔(فتاویٰ رضویہ ۱۰/۱۰۰)

(۴) محیط و بحر و درر وغیرہا میں ہے زکوۃ ہاشمی کے غلام مکاتب کو بھی جائز نہیں۔(ایضا)

(۵) ہاشمیہ بلکہ فاطمیہ عورت کا بیٹا جب کہ باپ ہاشمی نہ ہو۔(اس کے لیے زکوۃ جائز ہے)۔(فتاویٰ رضویہ ۱۰/۱۰۹)

(۶) سید اگر اسلام سے خارج ہو جائے مثلاً ہندو، سکھ، مرزائی، رافضی وغیرہ بن جائے تو نہ وہ سید ہے نہ ہی اس کے یہ فضائل، کیونکہ کفر کی وجہ سے اس کا نسب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ٹوٹ گیا۔(الکلام المقبول ص ۲۲ طبع لاہور)

الغرض جو اپنے آپ کو سید کہے لیکن عقائد کفریہ رکھے وہ مسلمان ہی نہیں سید ہونا تو بڑی بات ہے۔

(۷) حضرت علی کی وہ اولاد جو حضرت خاتون جنت سے ہے اسے سید کہتے ہیں نیز

سیّد وہ ہوگا جس کا باپ سیّد ہو، اگر ماں سیّدانی اور باپ غیر سید ہے تو وہ سید نہیں، نہ ہی اس پر سادات والے احکام جاری ہوں گے، اور اگر باپ سید ماں غیر سید ہو تو وہ سید ہوگا، اور اگر ماں باپ دونوں سید ہیں تو وہ نجیب الطرفین سید ہے، جیسے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ (الکلام المقبول فی طہارۃ نسب الرسول ص۱۹ مطبوعہ لاہور)

(۸) ساری قومیں گمراہ ہوسکتی ہیں مگر سارے سید کبھی گمراہ نہیں ہوسکتے۔

(رسالہ مبارکہ امیر معاویہ)

(۹) امام مہدی سید ہی ہوں گے، جو دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ (رسالہ مبارکہ امیر معاویہ از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ)

(۱۰) خلافتِ ظاہری اگرچہ اہل بیت سے منتقل ہوگئی مگر خلافتِ باطنی تا قیامت سادات میں رہے گی، چنانچہ ہر زمانہ میں قطب الاقطاب سید ہی ہوگا۔

(رسالہ مبارکہ امیر معاویہ از حکیم الامت)

(۱۱) سید سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو ہم اس گناہ کو برا سمجھیں۔ سید کو برا نہ سمجھیں (رسالہ مبارکہ امیر معاویہ از حکیم الامت)

(۱۲) سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''لا تقولوا للمنافق سید فانہ ان یکن سید فقد اسخطتم ربکم عزوجل'' منافق کو سید نہ کہو کہ اگر وہ تمہارا سید ہو تو بے شک تم پر تمہارے رب کا غضب ہوا۔

(۱۳) جو کافر ہو وہ قطعاً سید نہیں نہ اسے سید کہنا جائز، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''انـــہ

لیس من اھلک"

(۱۴) سید صحیح النسب سے کفر واقع نہ ہوگا۔

(۱۵) کوئی عقیدہ کفریہ رکھنے والا مثلا رافضی، وہابی، نیچری وغیرہ ہرگز سید صحیح النسب نہیں۔ (رسالہ مبارکہ ختم نبوت از اعلیٰ حضرت امام اہلسنت)

(۱۶) بڑے مال والے اگر اپنے خالص مالوں سے بطور ہدیہ ان حضراتِ علیہ (سادات کرام) کی خدمت نہ کریں تو ان مال والوں کی بے سعادتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ۱۰/۱۰۵)

لطیفہ: کسی نے حضور سیدی امیر ملت قطب الوقت سید جماعت علی شاہ صاحب علیہ الرحمہ سے پوچھا کہ حضور سید دوزخ میں جاسکتے ہیں یا نہیں؟ فرمایا رب تو نہیں چاہتا کہ سید دوزخ میں جائیں، اگر ان میں سے کوئی خود ہی دوزخ میں چھلانگ لگائے تو اس کی مرضی (تفسیر نعیمی ۴/۱۷۸)

سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج پاک اور صاحبزادیوں کا مہر:

اعلحضرت امام اہلسنت فرماتے ہیں کہ "عامہ ازواج مطہرات و بنات مکرمات حضور پرنور سید الکائنات علیہ وعلیھن افضل الصلوۃ واکمل التحیات کا مہر اقدس پانچ سو درہم سے زائد نہ تھا۔

صحیح مسلم شریف میں ہے ابو سلمہ نے فرمایا کہ میں نے حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے کتنا مہر رکھا تھا تو انہوں نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی ازواج کے لیے بارہ اوقیہ (چالیس درہم فی اوقیہ) اور ایک

نش مقرر فرمایا، تو آپ نے پوچھا کہ تمہیں معلوم ہے نش کیا ہوتا ہے۔ میں نے کہا نہیں، تو آپ نے فرمایا! نش نصف اوقیہ کو کہتے ہیں۔ تو یہ کل پانچ سو (۵۰۰) درہم ہوئے۔

(مسلم شریف کتاب النکاح، باب الصداق ۱/۴۵۸ قدیمی کتب خانہ کراچی)

امیر المومنین حضرتِ عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت آپ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی ازواج یا صاحبزادیوں کا نکاح بارہ اوقیہ سے زیادہ پر کیا ہو یہ مجھے معلوم نہیں۔ (ترمذی ابواب النکاح ۱/۱۳۲، امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی)

حضرتِ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کا مہر:

مگرام المومنین ام حبیبہ بنت ابی سفیان خواہر جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہم کہ ان کا مہر ایک روایت پر چار ہزار درہم جیسا کہ سنن ابی داؤد میں ہے۔" دوسری میں چار ہزار دینار تھا۔ (کمافی المستدرک، فتاویٰ رضویہ ۱۲/۱۳۶ جدید)

حضرتِ فاطمہ خاتون جنت کا مہر مبارک:

اعلیحضرت امام اہلسنت فرماتے ہیں" اور حضرتِ بتول زہرا رضی اللہ عنہا کا مہر اقدس چار سو (۴۰۰) مثقال چاندی (تھا)

(مرقاۃ المفاتیح فصل ثانی کتاب النکاح حدیث ۳۲۰۴ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۶/۳۶۰) تفصیل فتاویٰ رضویہ ۱۲/۱۳۶ جدید میں دیکھیں۔

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی آل پاک کے لیے دعا:

" اللھم اجعل رزق آل محمد قوتا" (بخاری شریف کتاب الرقاق باب کیف

کان عیش النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم رقم ۶۴۶۰)

اے اللہ آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا رزق قوت لایموت بنا۔

امام شعرانی فرماتے ہیں" مالِ دنیا کے کم ہونے کی نعمت، کثرت مال کی نعمت سے بڑی ہے کیونکہ یہ انبیاء واصفیاء کا طریقہ ہے، اگر مال کی قلت افضل اور زیادثواب والی نہ ہوتی تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا نہ کرتے کہ اے اللہ! آل محمد کی روزی قوتِ لایموت بنا، اور قوت اتنی روزی کو کہتے ہیں جس سے صبح وشام کچھ نہ بچے۔

تو جس چیز کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے لیے اور اپنے اہل بیت کے لیے پسند فرمائیں اس سے زیادہ کامل اور کوئی چیز نہیں ہوسکتی۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اور اہل بیت کے دشمن کے لیے اس کے برعکس دعا فرمائی، حضرتِ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے" اے اللہ جو مجھ سے اور میرے اہل بیت سے بغض رکھے، اسے مال اور عیال کی کثرت دے۔

(الشرف المؤبد مترجم ص۸۸، ۸۹ ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

ہم صدقہ نہیں کھایا کرتے:

حضرتِ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اکثر صدقہ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ یہ لوگوں کی میل ہے، اور محمد اور آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے حلال نہیں ہے۔

حضرتِ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک دن حضرت حسن بن علی رضی

اللہ تعالیٰ عنہما نے صدقے کی ایک کھجور اٹھائی اور منہ میں ڈال لی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسے پھینک دو، تمہیں پتا نہیں کہ ہم صدقہ نہیں کھایا کرتے۔

(الشرف المؤبد مترجم ص ۸۲،۸۳ طبع لاہور)

سیدوں کی نقیب پر بارہ حقوق لازم ہیں:

عاشق رسول علامہ امام یوسف بن اسماعیل نبہانی فرماتے ہیں کہ ''جو شخص نقیب بنے گا اسے بارہ حقوق لازم ہوں گے۔''

(۱) ان کے انساب کی حفاظت کرے گا۔ جو شخص سید نہیں مگر سید کہلاتا ہے یا جو شخص سید ہے لیکن لوگ اسے سید ہونے کی حیثیت سے نہیں جانتے ان کی نشاندہی کرے گا۔

(۲) ان کے انساب اور شاخوں کی شناخت رکھے گا، اور جدا جدا ان کا نام رجسٹر میں درج کرے گا۔

(۳) ان کے یہاں جو لڑکا یا لڑکی پیدا ہوگی اسی طرح جو ان میں سے فوت ہوگا، اس کے بارے میں واقفیت رکھے گا۔ اور اس کا اندراج کرے گا۔

(۴) انہیں ان کے نسب کی شرافت اور اصل کی عمدگی کے مطابق آداب سکھائے گا، تا کہ لوگوں کے دلوں میں ان کی عزت زیادہ سے زیادہ ہو اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عزت ان میں محفوظ ہو۔

(۵) انہیں حقیر ذرائع معاش اور خبیث مطالب سے منع کرے گا، تا کہ ان میں سے کسی کو کم مرتبہ نہ جانا جائے۔ اور کسی پر زیادتی نہ کی جائے۔

(٦) انہیں گناہوں اور حرام کاموں کے ارتکاب سے منع کرے تاکہ جس دین کی انہوں نے امداد کی تھی، اس کے حق میں وہ زیادہ غیرت مند ہوں اور جن ناپسندیدہ چیزوں کو انہوں نے ختم کیا تھا۔ ان سے نہایت درجہ بیزار ہوں، اس طرح کوئی زبان ان کی مذمت نہ کر سکے گی، اور کوئی انسان کی برائی نہ کر سکے گا۔

(٧) انہیں اپنی شرافت اور نسبی فضیلت کی وجہ سے عوام پر مسلط ہونے اور حد سے بڑھنے سے روکے کیونکہ اس سے ناپسندیدگی، بغض، اجنبیت اور دوری پیدا ہوگی، انہیں تالیف قلوب اور دلداری کے طریقے سکھائے تاکہ ان کی طرف لوگوں کا میلان بڑھے، اور ان کے لیے دلوں کی صفائی میں اضافہ ہو۔

(٨) حقوق کے حصول میں ان کا مددگار ہوتا کہ وہ بے بس نہ ہو جائیں اور ان پر کسی کا حق ہو تو ان سے حق دلائے تاکہ وہ حقداروں کا حق روک کر نہ رکھیں، ان کی امداد کرنے سے وہ اپنا حق حاصل کر لیں گے اور ان سے حق دلانے سے وہ منصف بن جائیں گے، سیرت و کردار کا اچھا پہلو دوسرے کا حق دینا اور اپنا حق حاصل کرنا ہے۔

(٩) بیت المال سے ان کے حقوق کے حصول میں ان کا وکیل ہوگا۔

(١٠) ان کی عورتیں چونکہ دوسری عورتوں پر شرافت رکھتی ہیں۔ ان کے انساب کی حفاظت اور ان کی عزت وحرمت کے پیش نظر انہیں غیر کفو میں نکاح کرنے سے منع کرے گا۔

(١١) ان میں سے غیر محتاط افراد کو طریق راستی سکھائے گا۔ اور اگر ان میں سے کسی سے لغزش سرزد ہو جائے تو اسے پند ونصیحت کے بعد معاف کر دے گا۔

(۱۴) اس بات کی کوشش کرے گا کہ وہ اپنے اصول کی حفاظت اور اولاد کی نشو ونما سے واقفیت حاصل کریں۔ اور شرائط و اوصاف کے مطابق ان کی اولاد (رشتے ناطے کے لحاظ سے) ان میں تقسیم کرے گا۔

نقیب عام میں پانچ چیزوں کا اضافہ:

علامہ امام یوسف بن اسماعیل نبھانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ "ان کے علاوہ نقیب عام میں پانچ چیزوں کا اضافہ ہوگا"

(۱) انکے اختلافات میں فیصلہ کرے گا۔

(۲) ان کے یتیموں کی ملکیت میں جو کچھ ہوگا اس کی سرپرستی کرے گا۔

(۳) اگر ان سے کوئی جرم سرزد ہو تو ان پر حد قائم کرے گا۔

(۴) ان کی بیوہ عورتوں کا نکاح کرے گا، جن کا کوئی ولی نہیں ہے، یا ولی ہے لیکن اس نے انہیں روک رکھا ہے۔

(۵) ان میں سے جو فاتر العقل ہے یا کبھی صحیح اور کبھی فاتر العقل ہے، اس پر پابندی عائد کردے گا۔ (الشرف المؤبد مترجم ص ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲ طبع، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

اہلِ بیت سے بغض رکھنے والا یہودی اُٹھے گا:

امام طبرانی معجم اوسط میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے راوی وہ فرماتے ہیں کہ "ہمیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا میں نے آپ کو فرماتے سنا کہ اے لوگو! جو شخص ہم اہل بیت کو مبغوض رکھے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن

اسے یہودی بنا کر اٹھائے گا۔"

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ہم اہلِ بیت کو کوئی شخص مبغوض نہیں رکھے گا، مگر اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل فرمائے گا۔ (الشرف المؤبد مترجم ص ۲۵۸، طبع لاہور)

شہزادے کے پاؤں میں کیچڑ لگ گئی ہے:

اعلیٰحضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا کہ کیا استاد سادات کے بچوں کو تادیبا سزا دے سکتا ہے؟ اس پر آپ فرماتے ہیں کہ "قاضی جو حدود الٰہیہ قائم کرنے پر مجبور ہیں، اس کے سامنے اگر کسی سید پر حد ثابت ہوئی تو باوجودیکہ ان پر حد لگانا فرض ہے اور وہ حد لگائے گا لیکن ان کو حکم ہے کہ سزا دینے کی نیت نہ کریں بلکہ دل میں یہ نیت رکھے کہ شہزادے کے پیر میں کیچڑ لگ گئی ہے اسے صاف کر رہا ہوں تو قاضی جس پر سزا دینا فرض ہے اس کو تو یہ حکم ہے تابہ معلم چہ رسد"

(ملفوظات اعلیٰحضرت سوم ص ۳۰۲ حامد اینڈ کمپنی لاہور)

جس نے حضور کے رشتہ داروں کو اذیت دی اس نے حضور کو اذیت دی:

جب ابولہب (جس کے رد پر پوری قرآن کی سورۃ نازل ہوئی) کی صاحبزادی ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائیں (اور یہ صحابیہ تھیں) تو انہیں کہا گیا کہ تمہاری ہجرت تمہیں بے نیاز نہیں کرے گی تم تو جہنم کے ایدھن (ابولہب) کی بیٹی ہو، انہوں نے یہ بات حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی تو آپ سخت ناراض ہوئے، اور بر سر

منبر فرمایا: ''ان لوگوں کا کیا حال ہے جو مجھے میرے نسب اور رشتہ داروں کے بارے میں اذیت دیتے ہیں، خبردار! جس نے میرے نسب اور رشتہ داروں کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی۔ (الشرف المؤبد ص ۲۵۷ مترجم، طبع لاہور)

اہلِ بیت کی دشمنی کا انجام:

امام طبرانی اور حاکم، حضرتِ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اے بنوعبدالمطلب! میں نے تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے تین چیزوں کی دعا کی ہے۔

﴿۱﴾......تم میں جو دین پر قائم ہے اسے ثابت قدمی عطا فرمائے۔

﴿۲﴾......تمہارے بے علم کو علم عطا فرمائے اور

﴿۳﴾......تمہارے بے راہ کو ہدایت عطا فرمائے۔

اگر کوئی شخص بیت اللہ شریف کے ایک کونے اور مقام ابراہیم کے درمیان چلا جائے اور نماز پڑھے اور روزے رکھے پھر وہ اہل بیت کی دشمنی پر مرجائے تو وہ جہنم میں جائے گا۔'' (الشرف المؤبد مترجم ص ۲۵۷ طبع لاہور)

احبابِ اہلسنت اس روایت کو بار بار پڑھیں اور سبق حاصل کریں اور سوچیں کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم نے اہلِ بیت اطہار کی دشمنی مول لے لی ہو؟ اور معاذ اللہ اس وعید میں آگئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ توفیق خیر دے۔

اہل بیت اور صحابہ کرام سے عدوات کرنے والوں کے منہ کالے:

علامہ صبان نے فرمایا: ''ان (اہلِ بیت) کی خصوصیت یہ ہے کہ ان کی محبت درازی عمر اور قیامت کے دن چہرہ سفید ہونے کا سبب ہے، اوران کا بغض اس کے برعکس اثر رکھتا ہے، جیسے کہ صواعق محرقہ میں حدیث شریف نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو شخص پسند کرتا ہے کہ اس کی عمر دراز ہواوراپنی آرزوؤں سے بہرہ ور ہو، اسے میرے بعد میرے اہل بیت سے اچھی طرح پیش آنا چاہیے، اور جو میرے بعد ان سے اچھی طرح پیش نہیں آئے گا اس کی عمر قطع کردی جائے گی، اور قیامت کے دن اس حالت میں میرے پاس آئے گا کہ اس کا چہرہ سیاہ ہوگا۔''

یہ بات نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کے بارے میں بھی پائی جاتی ہے، کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ان کی عداوت (دشمنی) رکھنے والوں کے چہرے آخرت سے پہلے دنیا ہی میں سیاہ ہیں، جیسا کہ یہ ہراس شخص کونظر آئے گا۔ جس کے دل میں ایمان ہے۔

عمر کی درازی کا مطلب یہ ہے کہ اس میں برکت حاصل ہوتی ہے حتیٰ کہ اس شخص کی نیکیاں زیادہ اور گناہ کم ہوتے ہیں۔ (الشرف المؤبد ص ۱۱۱ مترجم طبع لاہور)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ارشاد مبارک:

سیدنا صدیق اکبر خلیفہ بلافصل افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ داروں کی خدمت مجھے اپنے رشتہ داروں کی صلہ رحمی سے زیادہ محبوب ہے۔''

امام بخاری حضرتِ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ "نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے احترام کے پیش نظر اہل بیت کا احترام کرو۔"

(الشرف المؤبد مترجم ص ۲۴۹، طبع لاہور)

سیدوں کا احترام:

سیدی عبدالوہاب شعرانی منن کبریٰ میں فرماتے ہیں: "مجھ پر اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے ایک یہ ہے کہ میں ساداتِ کرام کی بے حد تعظیم کرتا ہوں اگرچہ لوگ ان کے نسب میں طعن کرتے ہوں۔

میں اس تعظیم کو اپنے اوپر ان کا حق تصور کرتا ہوں، اسی طرح علماء و اولیاء کی اولاد کی تعظیم شرعی طریقے سے کرتا ہوں، اگرچہ وہ متقی نہ ہوں، پھر میں سادات کی کم از کم اتنی تعظیم وتکریم کرتا ہوں جتنی والی مصر کے کسی بھی نائب یا لشکر کے قاضی کی ہوسکتی ہے۔"

(الشرف المؤبد مترجم ص ۲۵۲، ۲۵۳، طبع لاہور)

سیدوں کے آداب

ساداتِ کرام کے آداب میں سے یہ ہے:

(۱) کہ ہم ان سے عمدہ بستر، اعلیٰ مرتبے اور بہتر طریقے پر نہ بیٹھیں۔

(۲) ان کی مطلقہ یا بیوہ عورت سے نکاح نہ کریں۔

(۳) اسی طرح کسی سیدزادی سے نکاح نہ کریں۔

(۴) ہاں اگر ہم میں سے کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ میں ان کی تعظیم کا حق واجب ادا

کرسکتا ہوں اوران کی مرضی کے مطابق عمل کرسکتا ہوں۔(تو پھران سے نکاح کرسکتا ہے) لیکن ان کے بعد کسی دوسری عورت سے نکاح نہ کرے اور نہ ہی کنیز خریدے (تا کہ ان کی دل شکنی نہ ہو) ہم اپنی قدرت کے مطابق انہیں خوراک اور لباس مہیا کریں گے، اس میں کمی نہیں کریں گے اوران سے کہیں گے کہ آپ کے جدِ امجد رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے پسند فرمایا ہے (کہ اخراجاتِ حسبِ استطاعت ہوں)

(۵) اسی طرح جب وہ ہم سے کسی جائز خواہش کا اظہار کریں تو ہم اسے پورا کریں گے۔

(۶) جب وہ کھڑی ہوں تو جوتے ان کے آگے رکھیں گے۔

(۷) اور جب وہ ہمارے پاس آئیں تو ہم ان کے احترام کے لیے کھڑے ہو جائیں گے۔ کیونکہ وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد پاک میں سے ہیں، اگرچہ خرید وفروخت کا موقع ہو۔

(۸) ہم کسی سیدزادی کے بدن کی طرف نہیں دیکھیں گے۔ ہاں یہ الگ صورت ہے کہ ہم پر شرعاً لازم ہو جائے۔ (مثلاً علاج معالجہ کے وقت)

(۹) اگر ہم میں سے کوئی جوتے بیچتا ہے تو ہم ان کے تہہ بند یا شلوار کی طرف نہیں دیکھیں گے کیونکہ یہ بات ان کے جدامجد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی کا باعث ہوگی۔

(۱۰) ہم سے عہد لیا گیا ہے کہ اگر ہماری بیٹی یا بہن کا جہیز بے شمار ہو اور کوئی فقیر سید اس کے نکاح کا پیغام دیں جس کے پاس اس کے مہر اور صبح وشام کے کھانے کے علاوہ کچھ

نہ ہوتو ان سے نکاح کردیں اور انہیں مایوس نہ کریں، کیونکہ فقر عیب نہیں ہے جس کی بناء پر پیغام نکاح رد کر دیا جائے بلکہ یہ تو شرافت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی آرزو کی ہے، بلکہ اپنے رب کریم جل مجدہ سے دعا کی ہے کہ آپ کو قیامت کے دن فقراء اور مساکین کے گروہ میں اٹھائے اور دعا کی ہے کہ اے اللہ! میرے اہل کا رزق قوت بنا، یعنی اتنا کھانا عطا فرما کہ صبح وشام اس سے کچھ نہ بچے، تو جس چیز کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اولاد اور اہل بیت کے لیے پسند فرمایا ہے وہ انتہائی فضیلت والی ہے۔ جو شخص فقیر سید کو اپنی بیٹی کا رشتہ دینے سے انکار کرے اس پر خداوندی ناراضگی کا خوف ہے، اللہ تعالیٰ بے نیاز اور محمود ہے۔

(۱۱) اسی طرح ہم سے عہد لیا گیا ہے کہ ہم راستے میں کسی سید یا سیدہ کے پاس سے گزریں جو لوگوں سے سوال کر رہے ہوں تو ہم انہیں اپنی طاقت کے مطابق پیسے، کھانا یا کپڑے پیش کریں یا انہیں پیشکش کریں، کہ ہمارے پاس قیام کیجئے تاکہ حسب استطاعت ان کی ضروریاتِ شرعیہ پوری کی جائیں، جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا دعویٰ رکھتا ہے اس کے لیے یہ امر کس قدر قبیح (برا) ہے کہ وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کے پاس سے گزرے، وہ راستے میں سوال کر رہے ہوں اور یہ شخص انہیں کچھ پیش نہ کرے، اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

(۱۲) اگر تجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد سے کامل محبت ہے تو وہ تم سے جو چیز خریدنا چاہیں انہیں بطور ہدیہ پیش کردے۔

(۱۳) ایماندار کو چاہیے کہ جب کسی سیدہ سے خرید وفروخت کرے یا ان کا فصد کرے یا ان کا علاج کرے تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے انتہائی نجابت اور حیاء کے ساتھ یہ کام انجام دے۔

(۱۴) بالخصوص جوتے بیچنے والے کو بہت احتیاط کرنی چاہیے۔

(۱۵) جان برادر! اگر تو احکامِ شرعیہ پر سختی سے کار بند ہے اور تمہیں ان کی طرف دیکھے بغیر چارہ نہیں ہے مثلاً ان کے بارے میں گواہی دینا ہے، تو چاہیے کہ تو پہلے صاحب شرع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دل میں اجازت طلب کر، پھر ان کی طرف نظر کر۔ (الشرف المؤبد مترجم ص ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶ سے ماخوذ طبع لاہور ترجمہ از عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ)

خاتونِ جنت ستر ہزار جنتی حوروں کے ہمراہ:

بہت سے صحابہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''قیامت کے دن ندا کرنے والا باطن عرش سے ندا کرے گا، اے اہلِ محشر! اپنے سروں کو جھکا لو! اپنی آنکھیں بند کر لو تا کہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پل صراط سے گزر کر جنت کی طرف چلی جائیں۔''

حضرتِ ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ'' حضرتِ فاطمہ رضی اللہ عنہا ستر ہزار جنتی حوروں کے ہمراہ بجلی کے کوندے کی طرح گزر جائیں گی۔''

(الشرف المؤبد مترجم ص ۱۲۰، طبع لاہور)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اہلِ بیت سے نسبت:

علامہ ابن حجر نے فتاوی کے خاتمہ میں فرمایا کہ "جس شخص کی نسبت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خانوادے سے قائم ہو، اس کا بڑا جرم اور دیانت اور پرہیزگاری سے عاری ہونا اسے نسب عالی سے خارج نہیں کردے گا۔ اسی لیے بعض محققین نے فرمایا (خدانخواستہ اگر) کسی سید سے زنا، شراب نوشی یا چوری سرزد ہو جائے اور ہم اس پر حد جاری کریں تو اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کسی امیر یا بادشاہ کے پاؤں کو غلاظت لگ جائے اور اس کا کوئی خادم اسے دھوڈالے۔ (الشرف المؤبد مترجم ص ۱۰۴، ۱۰۵، طبع لاہور)

میں سیدزادی ہوں:

شیخ اکبر سیدی محی الدین ابن عربی اپنی تصنیف "مسامرات الاخیار" میں اپنی سند متصل سے حضرتِ عبداللہ بن مبارک سے روایت کرتے ہیں کہ بعض متقدمین کو حج کی بڑی آرزو تھی انہوں نے فرمایا: "مجھے ایک سال بتایا گیا کہ حجاج (حاجیوں کا) ایک قافلہ بغداد شریف میں آیا ہے، میں نے ان کے ساتھ حج کے لیے جانے کا ارادہ کیا، اپنی آستین میں پانچ سو (۵۰۰) دینار ڈالے اور بازار کی طرف نکلا تا کہ حج کی ضروریات خرید لاؤں، میں ایک راستے پر جا رہا تھا کہ ایک عورت میرے سامنے آئی اس نے کہا اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے میں سیدزادی ہوں، میری بچیوں کے تن ڈھانپنے کے لیے کپڑا نہیں ہے اور آج چوتھا دن ہے کہ ہم نے کچھ نہیں کھایا، اس کی گفتگو میرے دل میں اتر گئی، میں نے وہ پانچ سو دینار اس کے دامن میں ڈال دیے اور انہیں کہا آپ اپنے گھر جائیں اور ان دیناروں

سے اپنی ضروریات پوری کریں، میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر کیا اور واپس آ گیا، اللہ تعالیٰ نے اس بار حج پر جانے کا شوق میرے دل سے نکال دیا، دوسرے لوگ چلے گئے حج کیا اور واپس لوٹ آئے، میں نے سوچا کہ دوستوں سے ملاقات کر آؤں اور انہیں سلام کر آؤں، چنانچہ میں گیا، جس دوست سے ملتا اسے سلام کہتا اور کہتا اللہ تعالیٰ تمہارا حج قبول فرمائے اور تمہاری کوشش کی جزائے خیر عطا فرمائے۔ تو وہ مجھے کہتا کہ اللہ تعالیٰ تمہارا حج بھی قبول فرمائے، کئی دوستوں نے اسی طرح کہا، رات کو سویا تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ نے فرمایا لوگ تمہیں حج کی جو مبارک باد دے رہے ہیں اس پر تعجب نہ کر تم نے ایک کمزور اور ضرورت مند کی امداد کی تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، اللہ تعالیٰ نے ہو بہو تجھ جیسا فرشتہ پیدا فرمایا جو ہر سال تمہاری طرف سے حج کرے گا۔ اب اگر چاہو تو حج کرو اور اگر چاہو حج نہ کرو۔ (الشرف المؤبد مترجم ص ۲۶۲، ۲۶۳، طبع لاہور)

اسے چھوڑ دو یہ میری اولاد سے محبت رکھتا ہے:

شیخ زین الدین عبد الرحمٰن خلال بغدادی فرماتے ہیں کہ "مجھے تیمور لنگ کے ایک امیر نے بتایا کہ جب تیمور لنگ مرض موت میں مبتلا ہوا، تو ایک دن اس پر سخت اضطراب طاری ہوا، منہ سیاہ ہو گیا اور رنگ بدل گیا جب افاقہ ہوا تو لوگوں نے اسے صورت بیان کی تو اس نے کہا میرے پاس عذاب کے فرشتے آئے تھے، اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: "اسے چھوڑ دو کیونکہ یہ میری اولاد سے محبت رکھتا تھا، اور ان کی خدمت کرتا تھا، چنانچہ وہ چلے گئے۔ (الشرف المؤبد مترجم ص ۲۶۳، طبع لاہور)

بلخ کی شہزادی کا رقت انگیز واقعہ:

شیخ عدوی نے اپنی کتاب مشارق الانوار میں ابن جوزی کی تصنیف "ملتقط" سے نقل کیا کہ بلخ میں ایک علوی قیام پذیر تھا۔ اس کی ایک زوجہ اور چند بیٹیاں تھیں، قضاء الٰہی سے وہ شخص (علوی) فوت ہو گیا، ان کی بیوی کہتی ہیں کہ میں شماتت اعداء کے خوف سے سمرقند چلی گئی، میں وہاں سخت سردی میں پہنچی، میں نے اپنی بیٹیوں کو مسجد میں داخل کیا اور خود خوراک کی تلاش میں چل دی، میں نے دیکھا کہ لوگ ایک شخص کے گرد جمع ہیں، میں نے اس کے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے کہا یہ رئیس شہر ہے، میں اس کے پاس پہنچی اور اپنا حال زار بیان کیا اس نے کہا اپنے علوی ہونے پر گواہ پیش کرو، اس نے میری طرف کوئی توجہ نہیں دی، میں واپس مسجد کی طرف چل دی، میں نے راستے میں ایک بوڑھا بلند جگہ بیٹھا ہوا دیکھا جس کے گرد کچھ لوگ جمع تھے میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ محافظ شہر ہے اور مجوسی ہے، میں نے سوچا ممکن ہے اس سے کچھ فائدہ حاصل ہو جائے چنانچہ میں اسکے پاس پہنچی، اپنی سرگزشت بیان کی اور رئیس شہر کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا تھا بیان کیا اور اسے یہ بھی بتایا کہ میری بچیاں مسجد میں ہیں، اور ان کے کھانے پینے کے لیے کوئی چیز نہیں ہے۔

اس (مجوسی محافظ شہر) نے اپنے خادم کو بلایا اور کہا اپنی آقا (یعنی میری بیوی) کو کہہ کہ وہ کپڑے پہن کر اور تیار ہو کر آئے، چنانچہ وہ آئی اور اس کے ساتھ چند کنیزیں بھی تھیں، بوڑھے نے اسے کہا اس عورت کے ساتھ فلاں مسجد میں جا اور اس کی بیٹیوں کو اپنے

گھر لے آ، وہ میرے ساتھ گئی اور بچیوں کو اپنے گھر لے آئی، شیخ نے اپنے گھر میں ہمارے لیے الگ رہائش گاہ کا انتظام کیا، ہمیں بہترین کپڑے پہنائے، ہمارے غسل کا انتظام کیا اور ہمیں طرح طرح کے کھانے کھلائے، آدھی رات کے وقت رئیس شہر نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہوگئی ہے اور لواء الحمد نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سرانور پر لہرا رہا ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس رئیس سے اعراض فرمایا (یعنی رئیس سے رُخ انور پھیر لیا اور اس کی طرف التفات نہ فرمایا، ہائے افسوس وائے ناکامی) اس نے عرض کیا حضور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے اعراض فرما رہے ہیں حالانکہ میں مسلمان ہوں، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے مسلمان ہونے پر گواہ پیش کر، وہ شخص حیرت زدہ رہ گیا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تو نے اس علوی عورت کو جو کچھ کہا تھا بھول گیا؟ یہ محل اس شیخ کا ہے جس کے گھر میں اس وقت وہ۔'' (علوی عورت (بلخ کی شہزادی ہے)

رئیس بیدار ہوا تو رو رہا تھا (اپنی حرماں نصیبی پر) اور اپنے منہ پر طمانچے مار رہا تھا۔ اس نے اپنے غلاموں کو اس عورت کی تلاش میں بھیجا اور خود بھی تلاش میں نکلا، اسے بتایا گیا کہ وہ (علوی) عورت مجوسی کے گھر میں قیام پذیر ہے، یہ رئیس اس مجوسی کے پاس گیا اور کہا ''وہ علوی عورت کہاں ہے؟'' اس نے کہا: ''میرے گھر میں ہے۔'' رئیس نے کہا: ''اسے میرے ہاں بھیج دو۔'' شیخ نے کہا: ''یہ نہیں ہوسکتا۔'' رئیس نے کہا: ''مجھ سے یہ ہزار دینار لے لو اور اسے میرے یہاں بھیج دو۔'' اس شیخ نے کہا: ''بخدا ایسا نہیں ہوسکتا اگرچہ تم لاکھ

دینار بھی دو۔" جب رئیس نے زیادہ اصرار کیا تو شیخ نے اسے کہا: "جو خواب تم نے دیکھا ہے میں نے بھی دیکھا ہے اور جو محل تم نے دیکھا ہے وہ واقعی میرا ہے، تم اس لیے مجھ پر فخر کررہے ہو کہ تم مسلمان ہو، بخدا وہ علوی (برکتوں والی) خاتون جیسے ہی ہمارے گھر میں تشریف لائیں تو ہم سب ان کے ہاتھ پر مسلمان ہو چکے ہیں، اور ان کی برکتیں ہمیں حاصل ہو چکی ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تو آپ نے مجھے فرمایا، چونکہ تم نے اس علوی خاتون (میری بیٹی) کی تعظیم وتکریم کی ہے اس لیے یہ محل تمہارے لیے اور تمہارے گھر والوں کے لیے ہے اور تم جنتی ہو۔"

(الشرف المؤبد مترجم ص۲۶۶،۲۶۷ طبع لاہور)

﴿......دعوتِ فکر......﴾

احباب اس واقعہ مبارکہ کو بار بار پڑھیں، اور اپنی اصلاح کرنے کی کوشش کریں، آج دیکھنے میں یہ آتا ہے کہ غریب اور نادار سید کو لوگ کسی کھاتے میں نہیں لاتے، بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ مشہور امیر سادات کرام کو تو سر آنکھوں پر بٹھایا جاتا ہے لیکن اگر کوئی غریب اور غیر مشہور سید سامنے آجائے تو اس کی طرف التفات کرنا بھی گوارا نہیں کیا جاتا حالانکہ جس طرح امیر مشہور سید تعظیم واحترام کا مستحق ہے اسی طرح غریب ونادار سید زادہ بھی مستحق ہے، اس لیے کہ جس طرح وہ سید سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جزو ہونے کا شرف رکھتا ہے اسی طرح یہ بھی جزء ہونے کی سعادت رکھتا ہے تو پھر کیوں احباب اس طرح کا سلوک کرتے ہیں کہ جس سے غریب سید زادے کے دل کو تکلیف

پہنچتی ہے، حالانکہ اگر نظر باطنی سے دیکھا جائے تو غربت کو امارت پر فضیلت حاصل ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہاں البتہ سید کا عالم ہونا نور علی نور ہے۔

تو مجھے مارتا ہے:

سیدی عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: سید شریف نے حضرتِ خطاب علیہ الرحمہ کی خانقاہ میں بیان کیا کہ کاشف البحیرہ نے ایک سید کو مارا، تو اسے اسی رات خواب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اس حال میں زیارت ہوئی کہ آپ اس سے اعراض فرما رہے ہیں، اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرا کیا گناہ ہے؟ فرمایا: تو مجھے مارتا ہے حالانکہ میں قیامت کے دن تیرا شفیع ہوں اس نے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے یاد نہیں کہ میں نے آپ کو مارا ہو۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے میری اولاد کو نہیں مارا؟ اس نے عرض کیا ہاں، فرمایا: تیری ضرب (مار) میری ہی کلائی پر لگی ہے، پھر آپ نے اپنی کلائی نکال کر دکھائی جس پر ورم تھا، جیسے کہ شہد کی مکھی نے ڈنگ مارا ہو، ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

(الشرف المؤبد مترجم ص ۲۶۸ ترجمہ شرف ملت)

نافرمان اولاد نسب سے ملحق ہوتی ہے:

سیدی محمد فاسی فرماتے ہیں کہ "میں مدینہ طیبہ کے بعض حسنی سادات کو ناپسند رکھتا تھا، کیونکہ بظاہر ان کے افعال سنت کے مخالف تھے، خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میرا نام لے کر فرمایا: "اے فلاں! کیا بات ہے میں دیکھتا ہوں کہ تم میری اولاد

سے بغض رکھتے ہو" میں نے عرض کیا خدا کی پناہ، یارسول اللہ! میں تو ان کے خلافِ سنت افعال کو ناپسند کرتا ہوں، فرمایا کیا یہ فقہی مسئلہ نہیں ہے کہ نافرمان اولاد نسب سے ملحق ہوتی ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ فرمایا: یہ نافرمان اولاد ہے، جب میں بیدار ہوا تو ان میں سے جس سے بھی ملتا اس کی بے حد تعظیم کرتا۔ (الشرف المؤبد مترجم ص ۲۶۹ ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

اعلیٰحضرت امام احمد رضا قادری کے ہاں سیدزادہ:

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے " ایک کم عمر صاحبزادے (یعنی سید زادے) خانہ داری کے کاموں میں امداد کے لیے کاشانہ اقدس میں ملازم ہوئے، بعد میں معلوم ہوا (یعنی اعلیٰحضرت کو یہ) سیدزادے ہیں، لہذا گھر والوں کو تاکید فرمادی کہ صاحبزادے صاحب سے خبردار کوئی کام نہ لیا جائے مخدوم زادہ ہیں، کھانا وغیرہ اور جس شئے کی ضرورت ہو حاضر کی جائے۔ (سیدزادے کے لیے) جس تنخواہ کا وعدہ ہے وہ بطور نذرانہ پیش ہوتی رہے۔ (حیاتِ اعلیٰحضرت مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی ص ۲۰۱)

خلیفہ اعلیٰحضرت شیر بیشہ اہل سنت مولانا حشمت علی خان علیہ الرحمہ کے پاس ایک سید صاحب پڑھا کرتے تھے ذہن کند تھا، سبق یاد نہ ہوتا تھا، اعلیٰحضرت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی حضور! سید کا لڑکا اگر سبق یاد نہ کرتا ہو تو سزادی جاسکتی ہے؟ فرمایا کیا فرماتے ہیں، سیدزادہ اور سزا ہرگز نہیں، اس پر عرض کی تو پھر نہیں پڑھے گا، جاہل رہے گا، فرمایا: "جب مجبور ہو جائے تو یہ نیت کر لی جائے کہ شہزادے کے پاؤں میں مٹی لگی ہے اسے صاف کر رہا ہوں۔" اللہ اکبر! کیا احترام تھا۔

(کراماتِ اعلحضرت مطبوعہ کراچی ۱۹۹۵ء ص ۱۲۰ اقبال احمد رضوی مصطفائی)

اعلحضرت امام احمد رضا قادری سیدوں کے ہاتھ چومتے:

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ فقیر اور برادرم سید قناعت علی کے بیعت ہونے پر بموقع عید الفطر بعد نماز دست بوسی کے لیے عوام نے ہجوم کیا، مگر جس وقت (سید) قناعت علی دست بوس ہوئے، اعلحضرت (امام احمد رضا قادری) نے ان کے ہاتھ چوم لیے، یہ خائف (خوفزدہ) ہوئے، اور دیگر مقربان خاص سے تذکرہ کیا تو معلوم ہوا کہ حضور اعلحضرت امام احمد رضا قادری کا یہ معمول ہے کہ بموقع عیدین دوران مصافحہ سب سے پہلے جو سید صاحب مصافحہ کرتے ہیں، اعلحضرت اس کی دسٹ بوسی فرمایا کرتے ہیں۔ (یعنی ہاتھ چوما کرتے ہیں) (حیات اعلحضرت مکتبہ رضویہ کراچی ص ۲۰۱)

سیدوں کے لیے شیرنی کے دو حصے:

حضور (اعلحضرت امام احمد رضا قادری) کے یہاں مجلس میلاد مبارک میں ساداتِ کرام کو بہ نسبت اور لوگوں کے دوگناہ حصہ بروقت شیرینی ملا کرتا تھا، ایک سال بموقع بارہویں شریف ماہ ربیع الاول ہجوم میں سید محمود خانصاحب علیہ الرحمہ کو خلاف معمول اکہرا حصہ یعنی دو تشتریاں شیرنی کی بلا قصد پہنچ گئیں، موصوف خاموشی کے ساتھ حصہ لے کر سیدھے حضور (اعلحضرت) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور کے یہاں سے آج مجھے عام حصہ ملا، فرمایا، سید صاحب تشریف رکھئے اور تقسیم کرنے والے کی فوراً طلبی ہوئی اور سخت اظہار ناراضی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ابھی ایک سینی (خوان) میں جس

قدرحے آکے بھر کرلاؤ چنانچہ فوراً تعمیل ہوئی۔

سید صاحب نے عرض بھی کیا کہ حضور! میرا یہ مقصد نہ تھا، ہاں قلب کو ضرور تکلیف ہوئی، جسے برداشت نہ کرسکا، فرمایا، سید صاحب یہ شیرینی تو آپ کو قبول کرنا ہوگی ورنہ مجھے سخت تکلیف رہے گی اور قاسم شیرینی (یعنی شیرینی بانٹنے والا) سے کہا کہ ایک آدمی کو سید صاحب کے ساتھ کردو، جو اس خواں کو (سید صاحب کے) مکان پر پہونچا آئے انہوں نے فوراً تعمیل کی (حیات اعلحضرت مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی ص ۲۰۳)

اعلحضرتِ خانقاہ عالیہ مارہرہ میں ننگے پاؤں جاتے:

ڈاکٹر سید محمد امین میاں برکاتی نبیرہ حضرت سید شاہ آل رسول برکاتی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ اعلحضرت اپنے مرشدان عظام کا اس درجہ ادب ملحوظ رکھتے تھے کہ مارہرہ کے اسٹیشن سے خانقاہ برکاتیہ تک برہنہ پا (ننگے پاؤں) پیدل تشریف لاتے تھے اور مارہرہ سے جب حجام خط یا پیام لے کر بریلی جاتا تو ''حجام شریف'' فرماتے اور اس کے لیے کھانے کا خوان اپنے سر اقدس پر رکھ کر لایا کرتے تھے۔''

(خانوادہ برکاتیہ کا روحانی فرزند شمولہ ماہنامہ المیزان امام احمد رضا نمبر ۱۹۷۶، ص ۲۳۶، امام احمد رضا اور احترام سادات ص ۳۱، ۳۲، انجمن ضیاء طیبہ میٹھادر کراچی)

سیدنا عبداللہ بن مبارک اور سید زادہ:

سلطان الواعظین علامہ ابوالنور محمد بشیر صاحب تذکرۃ الاولیاء کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ ایک بڑے مجمع کے ساتھ مسجد سے نکلے

تو ایک سیدزادہ نے ان سے کہا "اے عبداللہ (علیہ الرحمہ) یہ کیسا مجمع ہے؟۔دیکھ میں فرزند رسول ہوں، تیرا باپ تو ایسا نہ تھا، حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ نے جواب دیا، میں وہ کام کرتا ہوں جو تمہارے نانا جان نے کیا تھا اور تم نہیں کرتے اور یہ بھی کہا کہ بے شک تم سید ہو اور تمہارے والد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور میرا والد ایسا نہ تھا مگر تمہارے والد سے علم کی میراث باقی رہی، میں نے تمہارے والد کی میراث لی، میں عزیز اور بزرگ ہو گیا، تم نے میرے والد کی میراث لی تم عزت نہ پا سکے، اسی رات خواب میں حضرتِ عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ چہرہ مبارکہ آپ کا متغیر ہے، عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ رنجش کیوں ہے؟ فرمایا تم نے میرے ایک بیٹے پر نکتہ چینی کی ہے، عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ جاگے اور اس سیدزادہ کی تلاش میں نکلے تاکہ اس سے معافی طلب کریں، ادھر اس سیدزادہ نے بھی اسی رات کو خواب میں حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے یہ فرمایا کہ بیٹا اگر اچھا ہوتا تو وہ تمہیں کیوں ایسا کلمہ کہتا، وہ سیدزادہ بھی جاگا اور حضرتِ عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ کی تلاش میں نکلا، چنانچہ دونوں کی ملاقات ہو گئی، اور دونوں نے اپنے اپنے خواب سنا کر ایک دوسرے سے معذرت طلب کر لی۔"

(سچی حکایات حصہ اول مطبوعہ لاہور ص ۹۳، ۹۴، از سلطان الواعظین مولانا محمد بشیر)

شہزادے کے ہاتھ اعلیٰحضرت امام احمد رضا قادری خود دُھلاتے:

مفتی محمد ابراہیم صاحب فریدی نے صدر مدرس مدرسہ شمس العلوم بدایوں حضرتِ سیدنا شاہ مہدی حسن میاں صاحب سجادہ نشین سرکار کلاں مارہرہ شریف کی روایت سے تحریر فرمایا

کہ صاحب سجادہ نے فرمایا جب میں بریلی آتا تو اعلحضرت خود کھانا لاتے اور ہاتھ دھلاتے، حسبِ دستور ہاتھ دھلاتے وقت فرمایا: ''حضرتِ شاہزادہ! انگوٹھی اور چھلے مجھے دیجئے۔'' میں نے فوراً اتار کردے دیئے اور وہاں سے بمبئی چلا گیا، بمبئی سے واپس مارہرہ آیا تو میری بیٹی فاطمہ نے کہا کہ ابا، بریلی مولانا صاحب کے یہاں سے پارسل آیا تھا جس میں چھلے اور انگوٹھی تھے، یہ دونوں طلائی تھے، والا نامہ میں تحریر تھا۔ شہزادی صاحبہ یہ دونوں طلائی اشیاء آپ کی ہیں'' یہ تھا اعلحضرت کا سادات اور پیرزادوں کا احترام جزاہ اللہ تعالیٰ خیرالجزاء (حیات اعلحضرت ص ۲۰۷)

﴿دعوتِ فکر﴾

احباب اس روایت کو پڑھنے کے بعد میرے اس سوال کا جواب دیں کہ آج ہم اعلحضرت اور بزرگانِ دین کے نام لیوا اعلحضرت کے اس اندازِ تبلیغ کو کیوں بھول گئے؟ اب سادات حضرات توجہ فرمائیں۔(۱) مرد کے لیے صرف ایک چاندی کی انگوٹھی ساڑھے چار ماشے کے اندر مردانہ ساخت کی جائز ہے، وہ بھی نگینہ کے ساتھ، اس کے علاوہ سونے وغیرہ کی جائز نہیں، نیز ایک سے زیادہ ایک ہی وقت میں نہیں پہن سکتا۔(۲) داڑھی شریف رکھنا آپ کے نانا جان کی سنت ہے لہذا نہ صرف خود اپنے چہروں کی زینت بناؤ بلکہ دوسرے مسلمانوں کو بھی اس کی دعوت دیجئے، (۳) نماز، روزے فرض ہیں اس کی پابندی کریں تاکہ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ'' فلاں سیّد روزہ نہیں رکھتا، نماز نہیں پڑھتا۔''

ایک ایمان افروز واقعہ:

ڈاکٹر سید محمد مظاہر اشرف اشرفی جیلانی بیان فرماتے ہیں کہ ''اعلیٰحضرت مجدد دین و ملت حضرتِ مولانا امام احمد رضا خان قدس سرہ بریلی کے جس محلہ میں قیام پذیر تھے اسی محلہ میں ایک سیدزادے رہتے تھے، جو شراب نوشی کرتے تھے اور اعلیٰحضرت ان کے اس عمل سے سخت متنفر تھے، ایک مرتبہ اعلیٰحضرت بریلوی علیہ الرحمہ نے اپنے گھر پر کوئی تقریب منعقد فرمائی اور اس تقریب میں محلے کے تمام لوگوں کو مدعو کیا لیکن ان سیدزادے کو مدعو نہیں کیا، تقریب ختم ہوگئی اور تمام مہمان اپنے گھروں کو چلے گئے، اسی رات اعلیٰحضرت نے خواب دیکھا کہ ایک دریا کے کنارے میرے اور آپ کے بلکہ سب کے آقا و مولیٰ سلطان الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کچھ غلیظ کپڑے دھو رہے ہیں تو اعلیٰ حضرت جب قریب آگئے اور چاہا کہ وہ غلیظ کپڑے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر خود دھو دیں تو سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ احمد رضا! تم نے میری اولاد سے کنارہ کشی کرلی ہے اور اس طرف منہ تک نہیں کرتے جہاں وہ قیام پذیر ہے لہٰذا میں اس کے گندے کپڑوں سے خود غلاظت دور کر رہا ہوں بس اسی وقت اعلیٰحضرت بریلوی علیہ الرحمہ کی آنکھ کھل گئی اور بات سمجھ میں آگئی کہ یہ کس طرف اشارہ ہے، چنانچہ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اعلیٰحضرت اسی وقت اپنے گھر سے گھٹنوں اور ہاتھوں کے بل چل کر ان سیدزادے کے دروازے پر تشریف لائے اور اعلیٰحضرت بریلوی نے ان کے پاؤں پکڑ لیے پھر معافی کے طلبگار ہوئے، سید صاحب نے اعلیٰحضرت کو جب اس حال میں دیکھا تو متعجب ہوئے اور

کہا، مولانا! یہ کیا حال ہے؟ آپ کا، اور کیوں مجھ گنہگار کو شرمندہ کرتے ہیں، تو اعلحضرت نے اپنے خواب کا تفصیل سے ذکر فرمایا اور فرمایا: ''میاں صاحبزادے! ہمارے ایمان اور اعتقاد کی بنیاد ہی یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے فدایانہ ووالہانہ محبت کی جائے، اور اگر کوئی بدبخت محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عاری ہے ہماری ہے تو وہ مسلمان نہیں رہ سکتا کیونکہ اللہ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنے کا حکم دیتا ہے اور جو اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے، اور جب میں نے مرکز ایمان واعتقاد کو اس طرح اور فرماتے سنا تو مجھے اپنی معافی مانگنے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سرکار میں سرخرو ہونے کی یہی ایک صورت نظر آئی کہ آپ کی خدمت میں اپنی سمجھ کی غلطی کی معافی مانگوں اس طرح حاضر ہوں کہ آپ کو معاف کرنے میں کوئی عذر مانع نہ ہو، جب سید صاحب نے اعلحضرت سے ان کے خواب کا حال سنا اور اعلحضرت کی گفتگو سنی تو فوراً گھر کے اندر گئے اور شراب کی تمام بوتلیں لاکر اعلحضرت کے سامنے گلی میں پھینک دیں اور کہا کہ جب ہمارے نانا جان نے ہماری غلاظت صاف فرمادی ہے تو اب کوئی وجہ نہیں کہ یہ ام الخبائث (شراب) اس گھر میں رہے اور اسی وقت شراب نوشی سے توبہ کرلی، اعلحضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو ابھی تک ان کے دروازے پر گھٹنوں کے بل کھڑے تھے ان کو اٹھایا اور ایک طویل معانقہ کیا، (یعنی لمبا گلے ملے) گھر کے اندر لے گئے اور حسب حالت خاطر مدارت کی۔ (مرحلۃ الطالبین فی طرق الحق والدین مطبوعہ لاہور ص ۱۸۳، امام احمد رضا اور احترام سادات ص ۴۴، ۴۵ مطبوعہ انجمن ضیاء طیبہ کراچی)

امام احمد رضا قادری کی دستار سید زادہ کے پائے ناز پر:

ایک سید زادے کی التماس پر تمِ غفیر میں شکست وذلت کو زیب گلو کرنے کا واقعہ سید الطائفہ حضرتِ جنید بغدادی علیہ الرحمہ کا تاریخ کے صفحات میں ملتا ہے لیکن نادانستگی اور لاشعوری طور پر ایک مزدور سید زادے کے کاندھے پر سواری کر لینے کے بعد ندامت و شرمساری کا انداز اور اس نادانستہ جرم کے ازالہ کا منظر امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے علاوہ چشمِ فلک نے نہ دیکھا ہوگا۔ یہ ایمان افروز اور ناقابل فراموش واقعہ رئیس التحریر علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کے قلم سے ملاحظہ فرمایئے:

امام اہل سنت کی سواری کے لیے پالکی دروازے پر لگادی گئی تھی سینکڑوں مشتاقانِ دید انتظار میں کھڑے تھے، وضو سے فارغ ہو کر کپڑے زیب تن فرمائے عمامہ باندھا اور عالمانہ وقار کے ساتھ باہر تشریف لائے، چہرۂ انور سے فضل وتقوی کی کرن پھوٹ رہی تھی، شب بیدار آنکھوں سے فرشتوں کا تقدس برس رہا تھا۔ طلعت جمال کی دل کشی سے مجمع پر ایک رقت انگیز بے خودی کا عالم طاری تھا گویا پروانوں کے ہجوم میں ایک شمع فیروزاں مسکرا رہی تھی اور عندلیبان شوق کی انجمن میں ایک گل رعنا کھلا ہوا تھا، بڑی مشکل سے سواری تک پہنچنے کا موقع ملا، پابوسی کا سلسلہ ختم ہونے کے بعد کہاروں نے پالکی اٹھائی آگے پیچھے داہنے بائیں نیاز مندوں کی بھیڑ ہمراہ چل رہی تھی، پالکی لے کر تھوڑی دور ہی چلے تھے کہ امام اہلسنت نے آواز دی: "پالکی روک دو"

حکم کے مطابق پالکی رکھ دی گئی، ہمراہ چلنے والا مجمع بھی وہیں رک گیا، اضطراب

کی حالت میں باہر تشریف لائے، کہاروں کو اپنے قریب بلایا اور بھرائی ہوئی آواز میں دریافت کیا: ''آپ لوگوں میں کوئی آلِ رسول تو نہیں ہے، اپنے جدِ اعلیٰ کا واسطہ سچ بتایئے' میرے ایمان کا ذوق لطیف تنِ جاناں کی خوشبو محسوس کر رہا ہے۔''

اس سوال پر اچانک ان میں سے ایک شخص کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا، پیشانی پر غیرت و پشیمانی کی لکیریں ابھر آئیں، بے نوائی، آشفتہ حالی اور گردشِ ایام کے ہاتھوں پامال زندگی کے آثار اس کے انگ انگ سے آشکار تھے۔

کافی دیر تک خاموش رہنے کے بعد نظر جھکائے ہوئے دبی زبان سے کہا، مزدور سے کام لیا جاتا ہے، ذات پات نہیں پوچھا جاتا، آہ! آپ نے میرے جدِ اعلیٰ کا واسطہ دے کر میری زندگی کا ایک سربستہ راز فاش کر دیا، سمجھ لیجئے کہ میں اسی چمن کا ایک مرجھایا ہوا پھول ہوں، جس کی خوشبو سے آپ کی مشامِ جان معطر ہے۔'

رگوں کا خون نہیں بدل سکتا، اس لیے آلِ رسول ہونے سے انکار نہیں ہے۔

لیکن اپنی خانماں برباد زندگی کو دیکھ کر یہ کہتے ہوئے شرم آتی ہے، چند مہینے سے آپ کے اس شہر میں آیا ہوں، کوئی ہنر نہیں جانتا کہ اسے اپنا ذریعہ معاش بناؤں، پالکی اٹھانے والوں سے رابطہ قائم کر لیا ہے، ہر روز سویرے ان کے جھنڈ میں آ کر بیٹھ جاتا ہوں اور شام کو اپنے حصے کی مزدوری لے کر اپنے بال بچوں میں لوٹ جاتا ہوں، ابھی اس کی بات تمام نہ ہو پائی تھی کہ لوگوں نے پہلی بار تاریخ کا یہ حیرت انگیز واقعہ دیکھا کہ عالمِ اسلام کے ایک مقتدر امام کی دستار اس کے قدموں پر رکھی ہوئی تھی اور وہ برستے ہوئے

آنسوؤں کے ساتھ پھوٹ پھوٹ کر التجا کر رہا تھا، معزز شہزادے! میری گستاخی معاف کر دو، لاعلمی میں یہ خطا سرزد ہوگئی ہے، ہائے غضب ہوگیا جن کے کفش پا کا تاج میرے سر کا سب سے بڑا اعزاز ہے ان کے کاندھے پر میں نے سواری کی، قیامت کے دن اگر کہیں سرکار نے پوچھ لیا کہ "احمد رضا! کیا میرے فرزندوں کا دوش نازنین اسی لیے تھا کہ وہ تیری سواری کا بوجھ اٹھائے تو میں کیا جواب دوں گا؟ اس وقت بھرے میدانِ حشر میں میرے ناموس عشق کی کتنی بڑی رسوائی ہوگی؟

آہ! اس ہولناک تصور سے کلیجہ شق ہوا جارہا ہے۔

دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ جس طرح ایک عاشق دلگیر روٹھے ہوئے محبوب کو مناتا ہے، بالکل اسی انداز میں وقت کا عظیم المرتبت امام اس کی منت وسماجت کرتا رہا، لوگ پھٹی آنکھوں سے عشق کی نازبرداریوں کا یہ رقت انگیز تماشہ دیکھتے رہے۔

یہاں تک کہ کئی بار زبان سے معاف کر دینے کا اقرار کرالینے کے بعد امام اہل سنت نے پھر اپنی ایک آخری التجائے شوق پیش کی۔

چونکہ راہ عشق میں خون جگر سے زیادہ وجاہت وناموس کی قربانی عزیز ہے اس لیے لاشعوری کی اس تقصیر کا کفارہ جب ہی ادا ہوگا کہ اب تم پالکی میں بیٹھو اور میں اسے اپنے کاندوں پر اٹھاؤں۔

اس التجا پر جذبات کے تلاطم سے لوگوں کے دل ہل گئے وفورِ اثر سے فضا میں چیخیں بلند ہوگئیں، ہزار انکار کے باوجود آخر سیدزادہ کو عشق جنون خیز کی ضد پوری کرنی پڑی۔

آہ! وہ منظر کتنا رقت انگیز اور دِل گداز تھا جب اہل سنت کا جلیل القدر امام کہاروں کی قطار سے لگ کر اپنے علم وفضل، جبہ ودستار اور اپنی عالمگیر شہرت کا سارا اعزاز خوشنودی حبیب کے لیے ایک گمنام مزدور کے قدموں پر نثار کر رہا تھا۔

شوکت عشق کا یہ ایمان افروز نظارہ دیکھ کر پتھروں کے دل پگھل گئے، کدورتوں کا غبار چھٹ گیا، غفلتوں کی آنکھ کھل گئی، اور دشمنوں کو بھی ماننا پڑا کہ آل رسول کے ساتھ جس کے دل کی عقیدت واخلاص کا یہ عالم ہے، رسول کے ساتھ اس کی وارفتگی کا اندازہ کون لگا سکتا ہے، اہلِ انصاف کو اس حقیقت کے اعتراف میں کوئی تامل نہیں ہوا، کہ نجد سے لے کر سہارن پور تک رسول کے گستاخوں کے خلاف احمد رضا کی برہمی قطعاً حق بجانب ہے۔

صحرائے عشق کے اس رُوٹھے ہوئے دیوانے کو اب کوئی نہیں منا سکتا، وفا پیشہ دل کا یہ غیظ ایمان کا بخشا ہوا ہے نفسانی ہیجان کی پیداوار نہیں۔

ہے ان کے عطر بوئے گریباں سے مست گل
گل سے چمن، چمن سے صبا اور صبا سے ہم

(زلف وزنجیر مطبوعہ لاہور، ص ۱۰۰ تا ۱۰۳، امام احمد رضا و احترام سادات انجمن ضیا طیبہ کراچی ص ۳۱ تا ۳۳)

اللہ اکبر! عاشقِ رسول امام احمد رضا قادری برکاتی نے ساداتِ کرام کے احترام میں کبھی بھی سن وسال قدوقامت، عالم وجاہل، امیر وغریب، نیک وبد، بچہ وبوڑھا کا امتیاز رکھ کر حسنِ سلوک نہ فرمایا بلکہ ہمیشہ رشتہ خون کا لحاظ رکھتے ہوئے ہر سید زادے کے ساتھ

نیاز مندی کا رویہ روا رکھا، اولاد سادات سے بھی آپ کی محبت وعقیدت اوراحترام قابل رشک ہے۔(امام احمد رضا اور احترام سادات ص ۴۶)

مگر ہائے افسوس! آج ہم نے یہ سبق بھلا دیا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی امام احمد رضا کی ان تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے، امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

اب واقعہ مباہلہ پیش کیا جاتا ہے پھر آخر میں حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ والا واقعہ پیش کیا جائے گا۔ملاحظہ ہو۔

واقعہ مباہلہ

اللہ جل شانہ کا ارشاد مبارک ہے کہ ان مثل عیسی عنداللہ کمثل آدم خلقه من تراب ثم قال له کن فیکون '(پ۳، سورہ آل عمران آیت ۵۹)

ترجمہ: عیسٰی کی کہاوت اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے اسے مٹی سے بنایا پھر فرمایا ہو جا وہ فوراً ہو جاتا ہے۔(کنزالایمان)

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی اس آیت مبارکہ کا شان نزول بیان فرماتے ہیں کہ"نصاریٰ نجران کا ایک وفد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور وہ لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کہنے لگے آپ گمان کرتے ہیں کہ عیسٰی اللہ کے بندے ہیں، فرمایا ہاں اس کے بندے اور اس کے رسول اور اس کے کلمے جو کنواری بتول عذراء (حضرت مریم) کی طرف القاء کیے گئے، نصاریٰ یہ سن کر بہت غصہ میں آئے اور

کہنے لگے یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیا تم نے کبھی بے باپ کا انسان دیکھا ہے، اس سے ان کا مطلب یہ تھا کہ وہ (حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام) خدا کے بیٹے ہیں۔ (معاذ اللہ) اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور یہ بتایا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف بغیر باپ ہی کے ہوئے اور حضرتِ آدم علیہ السلام تو ماں باپ دونوں کے بغیر مٹی سے پیدا کیے گئے تو جب انہیں اللہ کا مخلوق اور بندہ مانتے ہوں تو حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کی مخلوق و بندہ ماننے میں کیا تعجب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ۝۶۰"

(پ۳، سورہ آل عمران آیت ۶۰)

ترجمہ: "اے سننے والے یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے تو شک والوں میں نہ ہونا۔"

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ كُمْ وَنِسَآءَ نَا وَنِسَآءَ كُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۝ (پ۳، سورہ آل عمران آیت ۶۱)

ترجمہ: "پھر اے محبوب جو تم سے عیسیٰ کے بارے میں حجت کریں بعد اس کے کہ تمہیں علم آچکا تو ان سے فرمادو، آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں (کنز الایمان)

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نصاریٰ نجران کو یہ آیت پڑھ کر سنائی اور مباہلہ کی دعوت دی تو کہنے لگے کہ ہم غور اور مشورہ کرلیں کل آپ کو جواب دیں گے جب

وہ جمع ہوئے تو انہوں نے اپنے سب سے بڑے عالم اور صاحب رائے شخص عاقب سے کہا کہ اے عبدالمسیح آپ کی کیا رائے ہے اس نے کہا کہ اے جماعت نصاری تم پہچان چکے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نبی مرسل تو ضرور ہیں اگر تم نے ان سے مباہلہ کیا تو سب ہلاک ہو جاؤ گے اب اگر نصرانیت پر قائم رہنا چاہتے ہو تو انہیں چھوڑو اور گھر کو لوٹ چلو، یہ مشورہ ہونے کے بعد وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ حضور کی گود میں تو امام حسین ہیں اور دست (ہاتھ) مبارک میں حسن کا ہاتھ اور فاطمہ اور علی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے ہیں، (رضی اللہ عنہم) اور

حضور ان سب سے فرمارہے ہیں کہ جب میں دعا کروں تو تم سب آمین کہنا، نجران کے سب سے بڑے نصرانی عالم (پادری) نے جب ان حضرات کو دیکھا تو کہنے لگا! اے جماعت نصاری! میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ لوگ اللہ سے پہاڑ کو ہٹا دینے کی دعا کریں تو اللہ تعالیٰ پہاڑ کو جگہ سے ہٹا دے ان سے مباہلہ نہ کرنا ہلاک ہو جاؤ گے اور قیامت تک روئے زمین پر کوئی نصرانی باقی نہ رہے گا یہ سن کر نصاری نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مباہلہ کی تو ہماری رائے نہیں ہے، آخر کار انہوں نے جزیہ دینا منظور کیا مگر مباہلہ کے لیے تیار نہ ہوئے، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے نجران والوں پر عذاب قریب آ ہی چکا تھا اگر وہ مباہلہ کرتے تو بندروں اور سوروں کی صورت میں مسخ کر دیئے جاتے اور جنگل آگ سے بھڑک اٹھتا اور نجران اور وہاں کے رہنے والے پرند تک نیست و نابود ہو جاتے اور ایک سال کے عرصہ میں تمام نصاری ہلاک ہو جاتے۔ (خزائن العرفان)

سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ والا واقعہ:

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ کی زبانی ملاحظہ ہو آپ فرماتے ہیں کہ

''حضرت جنید بغدادی سرگروہ اولیاء اور سرخیل اصفیاء ہیں حتیٰ کہ حضور غوث پاک سرکار بغداد کے سلسلہ مرشدین میں سے ہیں، آپ پہلے خلیفہ بغداد کے نامی گرامی پہلوان تھے، بادشاہ نے اعلان کیا تھا کہ جو ہمارے جنید کو پچھاڑ دے ہم سے منہ مانگا اور من بھاتا انعام لے، مگر کسی پہلوان نے مقابلے میں آنے کی ہمت نہ کی۔

ایک سید صاحب جو نہایت پریشان حال اور تنگ دست تھے، انہوں نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں جنید سے کشتی لوں، اگر جیت گیا تو مالا مال ہو جاؤں گا اور اگر ہار گیا تو میرا بگڑتا ہی کیا ہے؟۔'' بی بی صاحبہ نے ہنس کر کہا کہ تم یہ کیا باتیں کر رہے ہو؟ نہ تو تمہارے جسم میں زور نہ بدن میں طاقت اور نہ تم کشتی کے ہنر سے خبردار، اور نہ کسی داؤ پیچ سے واقف، سید صاحب بولے یہ تو میں جانتا ہوں، مگر داؤ ایسا یاد ہے اگر وہ کام آ گیا تو جنید کو پچھاڑ لوں گا۔ آخرکار سید صاحب پہنچ گئے اور اپنے ارادے پر بادشاہ کو مطلع کیا۔

بادشاہ ان کا زرد چہرہ دبلا بدن، کمزور ہاتھ پاؤں دیکھ کر حیران ہو گیا اور کہا اگر آپ کو کشتی کا شوق ہے تو ہمارے کسی اور پہلوان سے لے لو، ابھی تمہیں جنید کی طاقت کی خبر نہیں۔

سید صاحب بولے کہ اے بادشاہ! تو میرے مرجھائے ہوئے بدن کو نہ دیکھ، ان شاء اللہ میرے جوہر اکھاڑے میں آ کر کھلیں گے، بادشاہ بھی راضی ہو گیا اور سارے علاقے میں اس کشتی کا اعلان کر دیا، دور دراز سے خلق یہ دنگل دیکھنے جمع ہو گئی، بڑے وسیع میدان

میں اکھاڑا تیار کیا گیا، امراء وزراء بلکہ خود بادشاہ بہ نفس نفیس یہ حیرت انگیز کشتی دیکھنے کے لیے جلوہ گر ہوا، وقتِ مقررہ پر جنید مست ہاتھی کی طرح جھومتے ہوئے لنگر لنگوٹ کس کر اکھاڑے میں کود پڑے، ادھر سید صاحب بھی جنہیں آج کئی دن کا فاقہ تھا، افتاں، خیزاں (گرتے پڑتے ہوئے) سامنے آگئے۔ سید صاحب کو یہ بھی خبر نہ تھی کہ کشتی شروع کس طریقے سے کی جاتی ہے۔

جنید نے حسب دستور ہاتھ ملایا، ادوسرے ہاتھ سے گردن پکڑی، اور سر سے سر ملا تو سید صاحب نے چپکے سے کان میں کہہ دیا کہ "میں پہلوان نہیں ہوں، سید ہوں اور بھوکا ہوں۔" یہ سنتے ہی جنید کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے ہوگئے، تمام دم خم جاتا رہا، برائے نام یونہی معمولی زور دکھا کر چت گر گئے، اور سید صاحب کو سینے پر لے لیا، شور مچ گیا کہ مار دیا، مار دیا، بادشاہ بولا کہ شاید ہمارے جنید کو دھوکا ہوگیا، کشتی پھر ہوئی دونوں دوبارہ پھر کھڑے ہوگئے، سر ملتے ہی سید صاحب نے پھر وہی کہا کہ جنید ایک سید کی تنگدستی پر نظر رکھنا،

جنید پھر اسی طرح کچھ جھوٹا موٹا زور دکھا کر چت گر پڑے بادشاہ نے سید صاحب کو انعام واکرام سے مالا مال کر دیا، ادھر جنید کے ساتھیوں اور شاگردوں کو بہت ندامت ہوئی، سب نے انہیں گھیر لیا اور بولے کہ آج تمہیں کیا ہوگیا۔ تم نے اپنے مقابل کا ہاتھ ڈھیلا کیوں پکڑا؟ تم نے فلاں داؤ پیچ کیوں نہ استعمال کیے؟ جنید رو پڑے اور بولے کہ میں شمر نہ تھا، یزید نہ تھا، عمر بن سعد نہ تھا کہ سید کی چھاتی پر بیٹھتا یا ان کے مقابلہ میں داؤ پیچ استعمال کرتا، میں تو ان کے گھرانے کا پروردہ اور نمک خوار تھا۔

رات کو سوئے، تقدیر جاگ گئی، آنکھ بند ہوئیں، نصیبا کھل گیا، دیکھا کہ دربارِ محمدی گرم ہے، لاکھوں کا مجمع ہے اور حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں، ہمارا پہلوان جنید نہیں آیا۔" دوڑ کر قدموں سے لپٹ گئے، تلووں سے آنکھیں اور ہتھیلیاں ملنے لگے، فرمایا جنید تو نے میری اہل بیت کو عزت دی خدا تجھے دونوں جہان میں عزت دے تو آج سردار اولیاء قرار دیا گیا۔

(رسائل نعیمیہ میں سے درس القرآن رسالہ سے اخذ کیا گیا از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ درس "فاذکرونی اذکرکم "مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور کراچی)

تتمہ

اب اختتام میں یہ بات بھی خوب یاد رہے کہ جس طرح اہلِ بیت اطہار سے محبت کرنی ہے اسی طرح صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بھی محبت کرنا ضروری ہے اگر کسی کے دل میں معاذ اللہ صحابہ کرام کا بغض ہے تو پھر ایسے کو اہل بیت کی محبت فائدہ نہیں دے گی۔

(۱) سرکار دو عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ "میری امت کے شریر ترین لوگ وہ ہیں جو میرے صحابہ پر بہت جری ہیں۔

(۲) نیز فرمایا" جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو گالیاں دیتے ہوں تو کہا

کرو" تمہارے شر پر خدا کی لعنت"

(۳) نیز فرمایا" جب اللہ تعالیٰ میرے کسی امتی کی بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے دل میں میرے صحابہ کی محبت ڈال دیتا ہے۔

(۴) ارشاد فرمایا: "قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب اس شخص کو ہوگا جس نے انبیاء کو گالی دی، پھر اس شخص کو جس نے میرے صحابہ کو گالی دی پھر جس نے مسلمان کو گالی دی۔ (الشرف المؤبد مترجم ص ۲۷۸)

اللہ تعالیٰ ہمیں اہل بیت اطہار کے ساتھ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی بھی سچی محبت نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین علیہ افضل الصلوات والتسلیمات

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب رسول
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

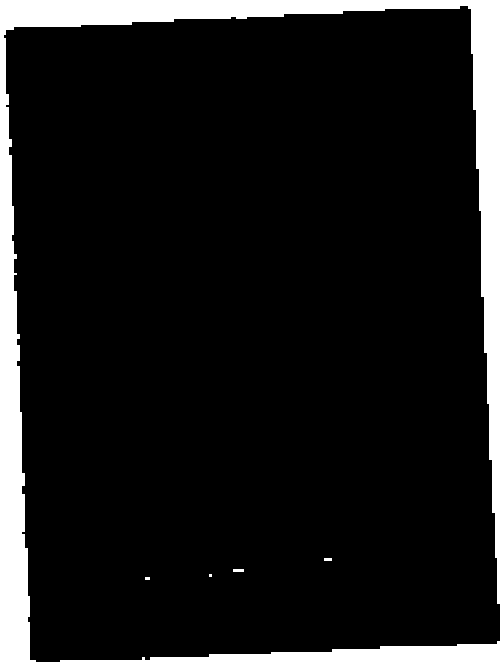
کتبہ : محمد افضل قادری امجدی قصوری

علامہ سید شاہ تراب الحق قادری

کی نئی تصانیف

کاتب وحی، حضرت سیدنا

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ



انوار القرآن

سورۃ الضحیٰ تا سورۃ الناس ایمان افروز تفسیر

☆...... خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ
☆...... ورفعنا لک ذکرک
☆...... احسن التقویم کا مفہوم
☆...... حضور ﷺ کو نبوت کب ملی؟
☆...... شب قدر افضل کیوں؟
☆...... مومن کے لئے چار چیزیں

☆...... قیامت کا زلزلہ
☆...... ایمان کے تقاضے کیا ہیں؟
☆...... دنیا مردار اور اس کے طالب
☆...... واقعۂ فیل
☆...... گستاخ رسول کی سزا
☆...... تعویذ اور دم جائز ہے

ملنے کا پتہ: مکتبہ انوار القرآن

میمن مسجد مصلح الدین گارڈن، کراچی فون: 021-32431568

علمی مذاکرہ علامہ سید شاہ تراب الحق قادری

ہر اتوار کو نماز ظہر کے فوراً بعد حاضرین کے سوالات کے جوابات دیتے ہیں

احباب اہلسنت سے شرکت کی درخواست ہے

بمقام: **مسجد حبیب**، عقب لیاقت نیشنل لائبریری، مقبول آباد، کراچی